www.Paksociety.com

تنزیلہ ریاض

داستان سرا

مہر کو کہانیاں سننے کا بے حد شوق ہے۔ اسکول کے فینسی ڈریس شو میں وہ شہزادی راپنزل کا کردار ادا کر رہی ہے' اس لیے اس نے اپنے پاپا سے خاص طور پر شہزادی راپنزل کی کہانی سنانے کی فرمائش کی۔ کہانی سناتے ہوئے اسے کوئی یاد آجاتا ہے' جسے وہ راپنزل کہا کرتا تھا۔

نینا اپنے باپ سے ناراض رہتی ہے اور ان کو سلام کرنا بھی گوارا نہیں کرتی' وہ ابا سے جتنی نالاں اور متنفر رہتی' لیکن ایک بات حتمی تھی کہ امی سے اسے بہت محبت تھی' لیکن اسے محبت کا مظاہرہ کرنا نہیں آتا تھا۔ اس کی زبان ہمیشہ کڑوی ہی رہتی۔ نینا اپنے خرچے مختلف ٹیوشن پڑھا کر پورے کرتی ہے۔ اس کی بہن زری ٹیلی فون پر کسی لڑکے سے باتیں کرتی ہے۔

سلیم کی محلے میں چھوٹی سی دکان تھی۔ چند سال پہلے میٹرک کا رزلٹ پتا کر کے وہ خوشی خوشی گھر واپس آرہا تھا کہ ایک گاڑی سے اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے اور وہ ایک ٹانگ سے معذور ہو جاتا ہے۔ ذہنی بیمار ہونے کی وجہ سے اس کی ماں

Downloaded From Paksociety.com

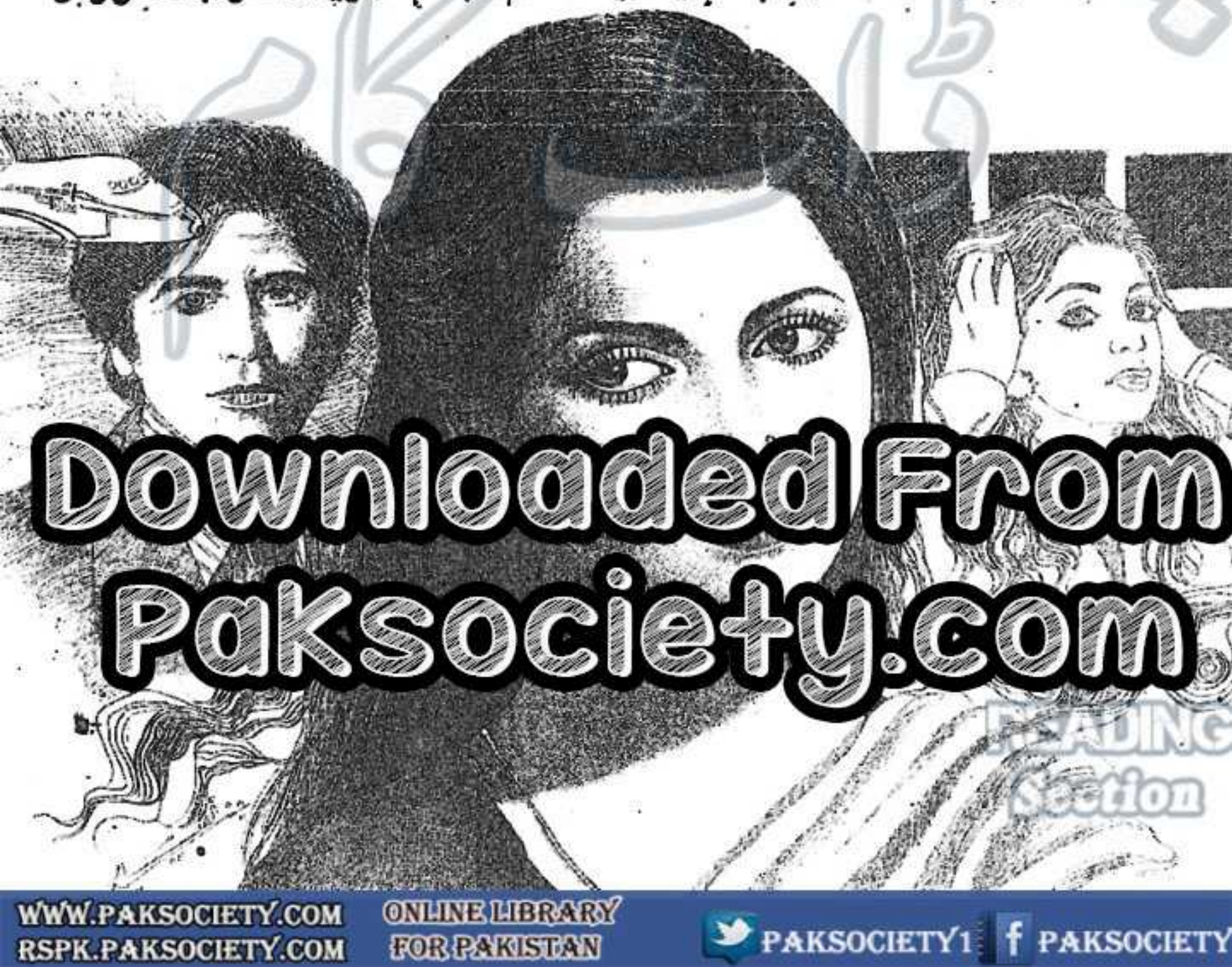

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paks

Downloaded From
Paksociety.com
READING
Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

نے مثبت قدم اٹھاتے ہوئے محلے میں ایک چھوٹی سی دکان کھلوادی ' سلیم نے پرائیویٹ انٹر کرکے بی اے کا ارادہ کیا۔ سلیم کی غزل احمد علی کے نام سے ایک ادبی جریدے میں شائع ہو جاتی ہے 'جو اس نے نینا کے ہاتھ بھجوائی تھی۔

صوفیہ کا تعلق ایک توسط گھر سے تھا۔ وہ اپنی بہنوں میں قدرے دبی ہوئی رنگت کی مالک 'لیکن سلیقہ شعاری میں سب سے آگے تھی۔ صوفیہ کی شادی جب کاشف نثار سے ہوئی تو پورے خاندان میں اسے خوش قسمتی کی علامتی مثال بنا دیا گیا۔ کاشف نہ صرف چلتے ہوئے کاروبار کا اکلوتا وارث تھا' بلکہ وجاہت کا اعلا شاہکار بھی تھا۔ کاشف خاندان کی ہر لڑکی اور دوستوں کی بیویوں سے بہت بے تکلف ہو کر ملتا' جو صوفیہ کو بہت ناگوار گزرتا تھا۔ صوفیہ کو خاص کر اس کے دوست مجید کی بیوی حبیبہ بہت بری لگتی تھی۔ جو بہت خوب صورت اور ماڈرن تھی اور اس کی خاص توجہ کاشف کی طرف رہتی۔ حبیبہ کی وجہ سے کاشف اکثر صوفیہ سے کیے ہوئے وعدے بھول جاتا تھا۔ صوفیہ کے شک کرنے پر کاشف کا کہنا تھا کہ یہ اس کا کاروباری تقاضا ہے۔

بی بی جان' صوفیہ کی ساس کو کاشف سے جھگڑا کرنے سے منع کرتی ہیں' لیکن صوفیہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھی اور اکثر و بیشتر کاشف سے بحث کرنے لگتی جو کاشف کا ناگوار محسوس ہوتا۔ صوفیہ پریگننٹ ہو جاتی ہے اور بی بی جان کاشف سے صوفیہ کا خیال رکھنے کو کہتی ہیں۔

شہرین نے ضد کرکے اپنے والدین کی مرضی کے خلاف جا کر سمیع سے شادی تو کرلی' لیکن پچھتاوے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ حالانکہ سمیع اسے بہت چاہتا ہے' اس کے باوجود اسے اپنے گھر والے بہت یاد آتے ہیں اور وہ ڈپریشن کا شکار ہو جاتی ہے اور زیادہ تر پلو لے کر اپنے بیڈروم میں سوئی رہتی ہے۔ سمیع نے اپنی بیٹی ایمن کی دیکھ بھال کے لیے دور کی رشتہ دار اماں رضیہ کو بلالیا جو گھر کا انتظام بھی سنبھالے ہوئے تھیں۔ سمیع اور شہرین دونوں ایمن کی طرف سے لاپروا ہیں اور ایمن اپنے والدین کی غفلت کا شکار ہو کر ملازموں کے ہاتھوں پل رہی ہے۔ اماں رضیہ کے احساس دلانے پر سمیع غصہ ہو جاتا ہے اور ان کو ڈانٹ دیتا ہے۔ شہرین کے بھائی بہن راستے میں ملتے ہیں اور سمیع کی بہت بے عزتی کرتے ہیں۔

سلیم 'نینا سے محبت کا اظہار کرتا ہے۔ نینا صاف انکار کردیتی ہے۔ سلیم کا دل ٹوٹ جاتا ہے' لیکن وہ نینا سے ناراض نہیں ہوتا اور ان کی دوستی اسی طرح قائم رہتی ہے۔ نینا کے ابا بیوی سے سلیم سے نینا کی دوستی پر ناگواری ظاہر کرتے ہیں اور بیوی سے کہتے ہیں کہ اپنی آپا سے نینا اور سلیم کے رشتے کی بات کریں۔

زری کے نمبر پر بار بار کسی کی کال آتی ہے۔ اور زری ماں سے چھپ کر اس سے باتیں کرتی ہے۔

نینا کی اسٹوڈنٹ رانیہ اسے بتاتی ہے کہ ایک لڑکا اسے فیس بک اور واٹس ایپ پر تنگ کررہا ہے "آئی لو یو راپنزل" لکھ کر۔ نینا' سلیم کو بتا کر رانیہ کا مسئلہ حل کرنے کے لیے کہتی ہے۔

حبیبہ کے شوہر مجید کا روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو جاتا ہے۔ وہ اپنا سارا پیسہ کاشف کے کاروبار میں انویسٹ کردیتی ہے۔ اس کے اور کاشف کے تعلقات بہت بڑھ گئے ہیں۔ کاشف صوفیہ سے چھپ کر حبیبہ سے ملنے جاتا ہے اور صوفیہ کی آنکھوں پر اپنی محبت کی ایسی پٹی باندھ دیتا ہے کہ اسے اس کے پار کچھ نظر آتا ہی بند ہو جاتا ہے۔ حبیبہ کاشف پر شادی کے لیے دباؤ ڈالتی ہے۔ کاشف کے گریز اختیار کرنے پر اپنا روپیہ واپس مانگتی ہے اور یوں پہلی دل فریب کہانی اپنے اختتام کو پہنچ جاتی ہے۔ کاشف انکار کردیتا ہے۔ حبیبہ غصے میں کاشف کے تھپڑ مار دیتی ہے۔

شہرین اماں رانیہ کے توجہ دلانے پر ایمن کی سالگرہ جوش و خروش سے ارینج کرتی ہے۔ سالگرہ کا تھیم "راپنزل" رکھتی ہے۔ سالگرہ والے دن شہرین کی امی اور بہنوں کے کوسنے' طعنے اور بددعائیں سارے ماحول کو داغ دار کردیتی ہیں۔ شہرین سر کے درد کی شدت سے بے ہوش ہو جاتی ہے۔

نویں قسط

Downloaded From

Paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"مہر کا اپنے باپ کے گھر میں رہنا ہی بہتر ہے۔" سلیم نے اس کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹائی تھیں۔ وہ جانتا تھا وہ بھڑک اٹھے گی اور یہی ہوا۔

"اب تم اپنی نئی دکان کھول کر بیٹھ جاؤ۔ کوئی میری بات نا سمجھنا۔ سب کو اس کی دادی سے ڈر لگ ہے۔ کوئی اللہ سے کیوں نہیں ڈر رہا۔ وہ ننھی سی بچی کیسے رہے گی وہاں۔۔۔ کسی کو اس بات کی پروا نہیں ہے۔۔۔ پروا ہے تو اس بات کی کہ اس کی دادی جھگڑا کریں گی اور ناراض ہو جائیں گی۔" وہ دانت چبا چبا کر بول رہی تھی۔ سلیم کو بھی دل ہی دل میں تاسف محسوس ہوا لیکن وہ بے بس تھا۔ اس کے امی ابو نے یہی فیصلہ کیا تھا اور خود وہ بھی اسی بات کو مہر کے لیے بہتر سمجھتا تھا۔

"نینا ایک بات تم بھول رہی ہو۔۔۔ نوشی باجی ان کی بیٹی نہیں تھیں۔۔۔ لیکن مہران ہی کی اولاد ہے۔۔۔ وہ اسے بہت چاہتے ہیں۔۔۔ میں نے اس کی دادی کو اس کے لیے فکر مند دیکھا ہے۔ اس کے باپ کو بھی بیوی کی بے شک پروا نہیں تھی لیکن بیٹی پر جان چھڑکتا ہے وہ۔۔۔ اور پھر ہم کس بنیاد پر ان سے بحث کریں۔۔۔ ہمارے گھر تو خود کوئی نہیں ہے اسے سنبھالنے والا۔۔۔ امی کو گھٹنوں، ٹخنوں کے درد نے عاجز کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ کیسے سنبھالیں گی ایک چھوٹی بچی کو۔۔۔ دادی کے گھر میں مہر زیادہ اچھے طریقے سے رہے گی۔ اس کی پھوپھو ہے۔۔۔ وہ بہت محبت کرتی ہے مہر سے۔۔۔" نینا چھلانگ لگا کر اسٹول سے اتری اور اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"چلو بس کرو اب۔۔۔ تمہاری پانچ منٹ ختم ہو گئے ہیں اور یہ تقریر بھی کسی اور کو سنانا۔۔۔ نینا متاثر نہیں ہوتی ایسی باتوں سے۔۔۔" وہ باہر نکلنے لگی تھی۔

"بات تو سنو۔۔۔ رکو تو سہی۔۔۔" سلیم اسے روک رہا تھا۔

"نہیں شکریہ۔۔۔ مجھے ڈر ہے، میں تمہارے پاس زیادہ دیر رکی تو مجھے بھی اس لاعلاج بیماری کے جراثیم لگ جائیں گے جو تم سب کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر چکے ہیں۔۔۔ خود غرض ڈرپوک لوگ۔۔۔ اونہہ۔۔۔" وہ ناک چڑھا کر ناگواری سے بولی تھی۔ سلیم نے اب کی بار اسے روکنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"آئی ایم سوری۔۔۔" سمیع نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا تھا۔ وہ اس سے لپٹ کر کافی دیر رو چکنے کے بعد اب خود احتسابی کے عجیب سے مرحلے سے گزر رہا تھا۔ شہرین نے اس کے انداز پر زیادہ پسندیدگی ظاہر نہیں کی تھی۔ وہ دونوں اپنے بیڈ پر دراز تھے۔ سمیع چت لیٹا تھا جبکہ شہرین نے اس کی جانب کروٹ لی ہوئی تھی اور دونوں ہتھیلیاں گالوں کے نیچے رکھے وہ ابھی بھی سمیع کے رویے کے متعلق ہی سوچ رہی تھی۔

"سوری کس خوشی میں بول رہے ہو تم۔۔۔؟" وہ صرف سمیع کے مزاج کو بحال کرنے کے لیے چڑانے والے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"سوری خوشی میں کب بولا جاتا ہے۔۔۔ شرمندگی میں بولتے ہیں سوری۔۔۔" سمیع نے اس انداز میں لیٹے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"اچھا۔۔۔ تو شرمندہ کیوں ہو رہے ہو تم۔۔۔" وہ پھر پوچھ رہی تھی۔

"مجھے رونا نہیں چاہیے تھا۔۔۔ میں نے پریشان کر دیا تمہیں۔" وہ ایسے بولا جیسے بولنے کے لیے کچھ بچانا ہو اور بولے بنا چارہ بھی نا ہو۔ شہرین نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا، پھر وہ ذرا سا آگے ہوئی اور اس کے بازو کو سیدھا کر کے اس کے سینے پر سر رکھ کر بولی۔

"پریشان ہو میرے دشمن۔۔۔" اس نے اتنا کہا، پھر گہری سانس بھری، پھر ذرا سا مزید اس کے قریب ہوئی۔

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"کاش میں یہ کہہ سکتی سمیع... کاش میں یہ کہہ سکتی کہ تمہارا رویہ مجھے پریشان نہیں کر رہا... حقیقت یہ ہے کہ میں بہت بے چین ہوں... تم اس طرح بی ہیو کیوں کر رہے ہو؟" وہ واقعی بے چین لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ سمیع نے اس کی آنکھوں میں دیکھا' پھر لمحہ بھر میں ہی نظریں چرا کر کہیں اور دیکھنے کی سعی کرنے لگا۔

"کس طرح بی ہیو کر رہا ہوں میں...؟" وہ سوال در سوال کر رہا تھا۔ اس کے پاس بولنے کو' وضاحت دینے کے لیے کچھ تھا ہی نہیں۔

سچ تو یہ تھا کہ اس کی حسیات مفلوج ہوئی جا رہی تھیں۔ مسئلہ یہ تھا کہ وہ یہ ساری صورت حال کسی سے ڈسکس بھی نہیں کر پا رہا تھا۔ شہرین سے شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد جب اس نے فیصل آباد سے آکر کراچی رہائش اختیار کی تھی تو جو چند یار دوست تھے ان سے میل ملاقات نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی جبکہ خاندان برادری والوں سے وہ خود ہی زیادہ ملتا نہیں تھا' کیونکہ اس کی امی نے شہرین کے متعلق کافی الٹی سیدھی باتیں پھیلا رکھی تھیں' جن کی وضاحت وہ ہر ایک کو نہیں دے سکتا تھا اور پھر آج سے پہلے کبھی اسے شہرین کے سوا کوئی بھی ہم راز و ہمنوا درکار ہی نہیں رہا تھا۔ اب شہرین کی اس خوف ناک بیماری' علاج' اور بعد کے لائحہ عمل کو وہ کس سے ڈسکس کرے اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی۔

"سمیع تم میری بات کو کبھی اس طرح نہیں ٹالتے... اور پھر ایسا تو کبھی نہیں ہوا کہ تمہیں مجھ سے نگاہیں چرانی پڑی ہوں... لیکن اب... مجھ سے کیا اور کیوں چھپا رہے ہو سمیع..." وہ لجاجت سے بولی۔ اس کے ساتھ بھی یہ سب پہلی بار ہو رہا تھا۔ ان کا رشتہ تو اس قدر مضبوط رہا تھا کہ وہ جو سوچتی تھی سمیع اس سوچ تک بھی پہلے سے رسائی رکھتا تھا۔

"میں نگاہیں چرا رہا ہوں تم سے... نہیں... بالکل نہیں۔" سمیع نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے لہجے کو پائیدار رکھنے کی کوشش کی۔

"سمیع! تمہیں کیا لگتا ہے شہرین کیسی محبت کرتی ہے تم سے... ویسی جیسی کوئی بھی عام عورت اپنے مرد سے کرتی ہوگی؟" وہ اس سے سوال پوچھ رہی تھی' جبکہ سمیع مسکرایا۔ وہ جانتا تھا شہرین اب دل ہی دل میں اس کے انداز سے چڑ رہی ہے۔

"سوال تو یہ ہے کہ کیا شہرین واقعی سمیع سے محبت کرتی ہے؟" وہ محبت بھرے انداز میں اس کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

"یہ ہی تو سمجھانا چاہ رہی ہوں تمہیں کہ شہرین عام سی محبت نہیں کرتی تم سے... میں تو تمہاری ابرو کی جنبش سے تمہارے دل کا حال جان لیتی ہوں... یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہیں کوئی پریشانی لاحق ہو اور مجھے خبر نہ ہو... تم مسلسل کسی سوچ میں گم ہو اور میں سمجھ نہ سکوں... ایسا تو ہو نہیں سکتا نا۔" وہ اب مزید اس کے قریب ہوئی تھی۔ سمیع نے اسے اپنے بازو کے حلقے میں لیا۔ اب جھوٹ بولے بنا چارہ بھی نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگا تھا اسے کیا کہہ کر شہرین کو ٹالنا ہے۔

"امی آئی تھیں کچھ دن پہلے... جب تم اسپتال میں تھیں... ناراض تھیں مجھ سے... بس ان کی ناراضی سے دل ٹوٹ جاتا ہے میرا... وہ سمجھتی ہیں میں نافرمان ہوں جبکہ میں ایسا نہیں ہوں... میں تو کبھی ایسا نہیں تھا یار... تم جانتی ہو نا میں نافرمان تو نہیں ہوں۔" اس کا دل اور لہجہ اتنا ٹوٹا ہوا تھا کہ شہرین کا بھی دل دکھ سا گیا۔ یہ تو وہ بھی جانتی تھی کہ اس کے ساس سسر اس کی غیر موجودگی میں آئے تھے۔ رانی سے اور اماں رضیہ سے بھی یہ خبر اسے مل چکی تھی' لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس بار ان کی آمد سمیع کے حواس پر اس قدر بھاری پڑے گی۔

"تم نے بھی اچھا نہیں کیا سمیع..." وہ اسی قدر کہہ سکی... سمیع نے اس کا چہرہ دیکھا' پھر گہری سانس بھری... وہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اس کے جھوٹ سے بہل گئی تھی۔

"اماں رضیہ بتا رہی تھیں کہ جب وہ آئیں تو انہوں نے تمہیں کال کی تھی لیکن تم نے کال اٹینڈ کی' نہ ان سے ملنے آئے۔۔۔ یہ تو بہت بری بات ہے۔۔۔ وہ اسی لیے ناراض ہو کر گئی ہیں اور کہہ گئی ہیں کہ اب کبھی اس گھر میں قدم نہیں رکھیں گی۔۔۔ وہ تو پہلے ہی ناراض رہتی ہیں ہم سے اور تم نے انہیں مزید ناراض کر دیا۔" وہ اپنی رائے کا اظہار بھی کر رہی تھی اور شوہر کو سمجھا بھی رہی تھی۔ سمیع نے سر ہلایا جیسے اس کی بات سے مکمل اتفاق ہو۔

"میں جانتا ہوں وہ واقعی اب یہاں نہیں آئیں گی۔۔۔ ان کی طبیعت میں بہت ضد ہے۔" سمیع تاسف بھرے لہجے میں بولا تھا۔ دل ہی دل میں وہ ماں سے سخت ناراض تھا۔ ایک دن پہلے کی گئی کال کی تلخی ابھی تک قائم تھی۔

"اس کا مطلب۔۔۔ تم اپنی امی پر گئے ہو' عادات کے معاملے میں۔۔۔" شہرین نے شاید اسے چڑانا چاہا تھا' لیکن سمیع نے اس کی تائید کی تھی۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔ اور پتا ہے میری دادی بھی یہ ہی کہا کرتی تھیں اور تب امی خوش ہوا کرتی تھیں سن کر۔۔۔ جبکہ اب کوئی ایسا کہے تو امی برا مان جاتی ہیں۔" اپنی امی کے متعلق بات کرتے ہوئے وہ مگن سا نظر آنے لگا تھا۔

"امی بہت اچھی ہیں دل کی۔۔۔ مجھ سے محبت بھی بہت کرتی ہیں' لیکن ناراض ہیں۔۔۔ شاید کبھی ان کا دل میری طرف سے نرم ہو جائے تو مجھے بھی سکون ہو جائے۔۔۔ ابھی تو دل میں اس بات سے بہت بے سکونی رہتی ہے۔۔۔ ماں ناراض ہے تو اللہ بھی کہاں راضی ہو گا مجھ سے۔۔۔" وہ کس قدر بجھا ہوا تھا۔ شہرین کو دکھ ہوا۔

"مسئلے کی اصل جڑ تو میں ہوں سمیع۔۔۔ کاش میں تمہاری زندگی میں کہیں نہ ہوتی۔۔۔ کبھی نہ ہوتی۔" وہ خود کو یہ کہے بنا نہ رہ سکی تھی۔ سمیع نے کچھ نہیں کہا۔ وہ خاموش رہا تھا۔ اس کے چہرے کی جانب ایک ٹک دیکھتا ہوا سمیع اسے کچھ اجنبی سا لگا۔ چند لمحے اس کی جانب خالی نگاہوں سے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے اس کو زور سے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"سمیع کی زندگی میں تم نا رہی تو سمیع بھی نہ رہے گا شہرین۔۔۔ مر جائے گا۔" وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔ شہرین نے اس کے لہجے پر غور کیا تھا نہ الفاظ پر۔۔۔ اسے بس اچھا لگا تھا کہ سمیع کے انداز میں گرم جوشی تھی۔

☆ ☆ ☆

"امی آپ کی چھوٹی بیٹی بالکل پاگل ہو چکی ہے۔" زری نے چائے کا کپ انہیں تھماتے ہوئے اپنی سخت خفگی کا اظہار کیا تھا۔

"امی کچھ نہیں بولیں۔۔۔ بلکہ ان کے چہرے کے تاثرات میں ذرا بھی جنبش نہیں ہوئی تھی۔ زری کو ان کا چہرہ پڑھنے میں بہت مہارت حاصل تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ نینا کے رویے کی بدصورتی نے ان کو اس قدر کبیدہ خاطر کر دیا ہے۔ انہوں نے کھانا بھی بس برائے نام ہی کھایا تھا اور اس بات کا بھی زری کو برا قلق تھا۔ اس نے بہت محنت سے دو گھنٹے لگا کر قیمہ کریلے بنائے تھے اور کھانے کو ذائقہ دار بنانے کے لیے جتنی لوازمات درکار ہو سکتے تھے اس نے وہ سب استعمال کیے تھے۔ کھانا شروع ہونے سے پہلے وہ بہت پرجوش تھی کہ امی بہت خوش ہوں گی اور اس کی تعریف بھی کریں گی' لیکن نینا کی ناراضی نے کھانے کا سارا مزا کرکرا کر دیا تھا۔ امی نے نصف سے بھی کم روٹی لی تھی اور پھر بھوک نہ ہونے کا بہانہ کر کے ہاتھ روک لیے تھے۔ فطری طور پر زری کو اس ساری صورت حال میں دکھ سے زیادہ غصہ آ رہا تھا' جبکہ دوسری جانب امی نینا کے رویے پر شدید دکھی تھیں۔

"چھوٹی بیٹی کا تو پتا نہیں' لیکن میں ضرور اس کے دکھ میں پاگل ہو جاؤں گی۔۔۔ یہ لڑکی میری جان لے کر ہی دم

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

لے گی۔" امی نے بالآخر زبان کھولی تھی۔

"اچھا چھوڑیں آپ... اس کی تو عادت بن چکی ہے... پہلے سب کا دل جلانا اور پھر خود گھنٹوں جلتے رہنا... پتا نہیں یہ لڑکی کس کے جیسی ہے... عجیب عادتیں ہیں اس کی اور یونی ورسٹی جانے سے دماغ مزید ساتویں آسمان پر پہنچ گیا ہے۔" زری ناک چڑھا کر بول رہی تھی۔ امی نے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر چند لمحے دیکھتی ہی رہیں۔ شاید انہیں کچھ یاد آنے لگا تھا۔

"چھوڑا ہی تو نہیں جاتا... بیٹی ہے میری... کل کو دوسرے گھر بھی جانا ہے... یہ ہی عادتیں رہیں تو کون آئے گا بیاہنے اور بالفرض کوئی آ بھی گیا تو اگلے دن ہی واپس چھوڑ جائے گا۔ حد ہوتی ہے خودسری اور بدتمیزی کی بھی... ماں ہوں اس کی... سوکن نہیں ہوں اس کی... ابھی تو میں تمہارے باپ کو کچھ پتا نہیں چلنے دیتی... پردے ڈالتی رہتی ہوں ان کے سامنے... انہیں پتا چلے گا تو کیا گزرے گی ان کے دل پر... اور پھر سارا الزام تو ماں کی تربیت پر آجاتا ہے نا... کتنا سمجھایا ہے پیار سے غصے سے کہ تمیز سے بات کیا کرو بیٹی... بیٹیاں اچھی نہیں لگتیں ماں باپ کے سامنے زبان چلاتی ہوئی، لیکن مجال ہے کان پر جوں بھی رینگے۔"

امی کو بھی جیسے بھڑاس نکالنے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ بہت دکھی تھیں اور زری دیکھ سکتی تھیں کہ ان کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ زری کا دل بھی بجھ سا گیا۔ اس نے سوچا کہ بات بدل دے لیکن پھر یہ سوچ کر چپ رہی کہ اچھا ہے امی تھوڑا بول لیں، ورنہ اکیلی بیٹھی سوچ سوچ کر کڑھتی رہیں گی۔

"کبھی کبھی تو ایسی بات پر بحث کرنے لگتی ہے کہ جس میں بحث کی گنجائش ہی نہیں ہوتی... بتاؤ اگر مہر کی دادی یا باپ نہیں چاہتے کہ ہم اس سے ملیں... تو ہم کیسے اس سے مل سکتے ہیں... اس کی دادی نے اتنی بے عزتی کی اس روز تمہاری خالہ کی اور میری... ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہمیں گھر کے اندر بھی نا بلوائیں اور دروازے سے ہی باہر بھیج دیں... ایسی صورت حال میں کیا یہ اچھا لگتا ہے کہ ہم دوبارہ اس بچی سے ملنے جائیں... ہم سے تو نہیں کروائیں جاتی بے عزتیاں... ہم سے زیادہ تو آپا (سلیم کی امی) کا دل دکھتا ہوگا نا... بیٹی تو چلی گئی، لیکن ظالم لوگ بیٹی کی بیٹی سے ملنے بھی نہیں دے رہے، لیکن انہوں نے بھی تو صبر کیا ہے نا... سینے پر سل رکھ ہی لی ہے نا حوصلے کی... ان کا کلیجہ نہ پھٹتا ہوگا جب اس ننھی بچی کے بارے میں سوچتی ہوں گی، لیکن اس ناہنجار فینا کی طرح بے صبری تو نہیں ہو رہی نا... اس کے نرالے ہی مطالبے شروع ہو جاتے ہیں... آئے ہائے... کیا کیا دعائیں مانگتا ہے انسان اولاد کے لیے... اس کے روشن نصیبوں کے لیے... اور اولاد یہ دن دکھاتی ہے ماں باپ کو..." امی نے تاسف سے بھری لمبی گہری سانس بھری تھی۔ آنسو بھی ٹپکنے کے ہی قریب تھے لیکن حوصلہ کر رہی تھیں اور انہیں روکنے کے جتن بھی کر رہی تھیں۔ زری نے مناسب سمجھا کہ بات ہی بدل دے۔

"مہر کی دادی تو چلو پہلے بھی ایسی ہی تھیں، یہ اس کے ابا کو یک دم کیا ہوا... بھلا بتاؤ نانی کے گھر جانے سے بھی روک دیا اور یہ حکم بھی صادر کر دیا کہ کوئی نانی کے گھر سے ملنے بھی نہ آئے۔ اب اس قدر بھی پتھر دل نہیں ہونا چاہیے انسان کو... پہلے تو ایسے نہیں تھے آصف بھائی... یہ سعودیہ جا کر ہی کچھ ہوا ہے ان کو۔" وہ بات کو گھما کر مہر کے خاندان کی طرف لے گئی تھی۔

"ارے پہلے بھی ایسا ہی تھا، بس نوشی ہمیں بتایا نہیں کرتی تھی۔ بڑا ہی بدبخت نکلا یہ آصف تو... سنا ہے آصف نے دوسری شادی کر لی ہوئی ہے وہاں... سال ڈیڑھ سال پہلے کی تھی جب پاکستان سے چھٹی گزار کر گیا تھا۔ نوشی کو اتنی امید تھی کہ اب کی بار بیٹا ہوگا تو اس کے حالات سسرال میں بدل جائیں گے، لیکن شوہر نے ہی ناک میں دم کیا ہوا تھا۔ چھ مہینے سے نہ کبھی بے چاری کو فون کرتا تھا، نہ ہی ایک دھیلا بھیجا تھا۔ ہم سے تو ہمیشہ چھپاتی ہی رہی ہے یہ شادی والی بات بھی پتا تھی اسے، لیکن یہاں کسی سے ذکر نہیں کیا تھا اس نے، بس اسی غم میں گھلتی جا رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

تھی۔" امی نے ناک چڑھا کر کہا' پھر اپنی چائے کے ٹھنڈے ہوتے ہوئے کپ سے سپ بھرا تھا۔

"دوسری شادی... اور نوشی باجی نے تو کبھی ہوا بھی نہ لگنے دی... آصف بھائی کی تو اتنی تعریفیں کیا کرتی تھیں وہ۔"

زری کو یہ بات سن کر بڑا دھچکا لگا۔ ان سب کے لیے نوشی کے سسرال میں آصف ہی سب سے زیادہ قابل بھروسا آدمی تھا جس کی وہ سب دل سے عزت کرتے تھے' کیونکہ نوشی باجی ہمیشہ ہی شوہر کا ذکر اچھے الفاظ میں کیا کرتی تھیں۔

"بس یہ مرد ذات ہوتی ہی ایسی ہے... اور عورت بس پردے ڈال کر دنیا کے سامنے اسے فرشتہ بنائے رکھتی ہے... اگر عورت میں یہ خوبی نہ ہو تو دنیا میں مرد کی عزت کرنے والا شاید کوئی بھی نہ بچے۔"

امی نے اپنا چائے کا مگ اٹھا کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ ان کے چہرے پر سوچوں کا جال تھا۔ زری نے شکر کیا کہ گفتگو کا موضوع بدل رہا تھا۔ پہلے وہ اپنی اولاد کی خامیاں بیان کر رہی تھیں تو کڑھ رہی تھیں اور اب کسی اور کی اولاد کی خامیوں کی بات شروع ہوئی تھی تو دکھ سے زیادہ ناگواری لہجے میں در آئی تھی۔

"دنیا میں عورت کے لیے تو بس یہ ہی جھمیلے ہیں... اپنا آپ گل جاتا ہے' مگر اولاد راضی ہوتی ہے نہ شوہر... شوہر کی پردہ داری کر کے فرصت ملتی ہے تو اولاد منہ کو آنے لگتی ہے۔ بھلا بتاؤ اگر وہ اپنی پوتی کو نہیں بھیجنا چاہتے تو اس میں میرا کیا قصور تو جو تمہاری ہمشیرہ صاحبہ مجھ سے بدتمیزی پر اتر آئیں... بے تکی سی بات کرنے لگتی ہے کبھی کبھی تو... ایسی بھی کیا محبت جاگ پڑی اس کے دل میں اب مہر کے لیے..." امی اب خود کلامی کے سے انداز میں بات کر رہی تھیں۔ زری نے ان کا چہرہ دیکھا۔ وہ کس قدر بجھی ہوئی لگتی تھیں۔

"آپ دل پر نہ لیں امی... آپ کو تو پتا ہے اس کی طبیعت کا... پاگل ہے پاگل... کہتی ہے مہر کو گود لے لوں گی اور خود پالوں گی۔" اس نے انہیں تسلی دینے کے ساتھ مزید گوہر افشانی کی تھی۔ امی نے اس کی جانب دیکھا' پھر ناگواری سے سر ہلایا۔

"الٹی رمز ہے اس لڑکی کی... کب کس کی محبت اس کے دل میں جاگ جائے' پتا نہیں چلتا... اور ماں کو تو پانی کا گلاس نہیں پلایا ہوگا کبھی اٹھ کر... اس پرائی بچی کو گود لینے کے منصوبے بنا رہی ہے۔ بہت محبت جاگ گئی ہے اس (مہر) کے لیے تو اور ماں باپ کو عزت سے مخاطب کرتے ہوئے بھی جان جاتی ہے۔ ایسا بھی کیا نظر آگیا اب مہر میں اسے۔" امی کو بہت غصہ آگیا تھا۔ زری نے ان کی شکل دیکھی' پھر جھجکتے ہوئے بولی۔

"وہ کہتی ہے اسے مہر میں کونین کاشف نثار کی جھلک نظر آتی ہے۔" امی نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر دیکھتی رہ گئیں۔

☆ ☆ ☆

"پچاس ہزار... اس عام سے کرتا شلوار کے..." کاشف کا منہ کھل سا گیا تھا۔ رخشی نے ناک چڑھا کر اسے دیکھا۔

"ہم بھی پچاس ہزار میں نے بحث کر کے دیے ہیں... میری پرانی یاری ہے اس سے ورنہ جتنا اس کا نام ہے نا... لاکھوں میں بکتے ہیں اس کے کپڑے... ڈیزائنر ویئر کوئی عام بات تھوڑی ہے چن (چاند) میرے... لیکن تمہارا پہلا تجربہ ہے نا اس لیے تمہیں مہنگا لگ رہا ہے۔" وہ جتاتے ہوئے انداز میں بولی تھی۔ کاشف نے اسے گھور کر دیکھا۔

"ایسی بات بھی نہیں ہے اب... کپڑا تو میں نے شروع سے ہی عمدہ اور نفیس پہنا ہے... اور یہ جو پچاس ہزار کا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

بوسیدہ سا کرتا شلوار تم نے مجھے دلوایا ہے نا... اس سے کہیں بہتر میرا درزی سی کر دیتا ہے... دبئی سے کپڑا لا کر دیتا ہوں اسے اور جب وہ سلائی کر کے واپس بھجواتا ہے تو اس کرتے شلوار سے کہیں زیادہ گریس نکلتی ہے کپڑے کی... جس محفل میں چلا جاؤں لوگ بار بار تعریف کرتے ہیں۔" وہ ناک چڑھا کر بولا تھا۔ رخشی نے اس کی بات پر سر ہلا کر گویا تائید کی۔

"اوہ بادشاہو... تمہاڈی کیڑی گل اے... تم تو اچھرے سے ملنے والا بیس روپے میٹر والا کپڑا کا شلوار کرتا بھی پہن لو تو کپڑے کی قیمت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ یہ اس درزی کی نہیں تمہاری شخصیت کا چارم ہے میری جان" وہ مکھن لگانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی۔ کاشف کی جھوٹی انا کو ایسی باتوں سے بڑی تسکین ملتی تھی۔ ابھی بھی اس کا سینہ فخر سے پھولا تھا۔

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں کہ 'مجھے میری مرضی کا لباس پہننے دیا کرو لیکن تم مجھے اس ڈیزائنر کے پاس لے آئیں۔ چلو پیسے کی تو خیر ہے لیکن مجھے یہ کرتا شلوار پسند ہی نہیں آیا۔" وہ صاف گوئی سے بولا تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن یہ اس انڈسٹری کا تقاضا ہے... اور تم یہ باتیں جتنی جلدی سیکھ لو اتنا اچھا ہے... جمعرات کو ایوارڈ شو ہے... وہاں پر میڈیا کی زبردست کوریج ہوگی... حبیب کا ارادہ ہے کہ تمہیں وہیں ہیرو کے طور پر متعارف کروایا جائے... تمہاری تصویریں آئیں گی سب بڑے اخباروں میں... فیشن میگزین میں... اس لیے کسی نامی گرامی ڈیزائنر کا جوڑا اشد ضروری تھا میری جان..." کاشف نے سر ہلایا۔

اسے یقین تھا رخشی صحیح کہہ رہی ہے۔ وہ اس کے مشوروں پر آنکھیں بند کر کے عمل کرتا تھا۔ وہ اس کی دست راست تھی' اس کی خیر خواہ تھی۔ اسے فلم انڈسٹری کا تجربہ تو تھا تبھی' اس لیے رخشی جو کہتی تھی اسے وہی ٹھیک لگتا تھا۔ وہ ہر روز حبیب رضوی کے آفس آتا تھا جہاں اسے کاسٹنگ اور کہانی سے متعلقہ لوگوں سے ملوایا جاتا تھا۔ وہ ہر روز بڑکیں مارتے ہیرو اور فصلیں خراب کرتی مٹکتی لچکتی ہیروئن کی کہانی سنتا تھا' بڑی توندوں اور بڑے نخروں والے اداکاروں کے تھکے ہوئے آڈیشن دیکھتا تھا پھر اس کے بعد مہنگے ہوٹلوں سے کھانا آرڈر کروایا جاتا۔ شراب پانی کی طرح پی جاتی۔

ہر تیسرے چوتھے روز ایک الھڑ مٹیار چیختے ہوئے رنگوں والا لباس پہن کر آڈیشن کے نام پر کانوں سے دھواں نکالتا ہوا رقص پیش کرتی اور جاتے جاتے ایک خطیر رقم خیر سگالی کے طور پر لے کر رخصت ہو جاتی۔ معاملہ آگے بھی بڑھ سکتا تھا لیکن چونکہ رخشی بھی ہمراہ ہوتی تھی تو بات رقص و سرور تک ہی رہتی۔ ہر روز حبیب رضوی کے اسٹوڈیو میں بیٹھ کر سید اسحاق گل کے ہتک آمیز رویے کو بار بار دہرایا جاتا۔ اس سے بدلہ لینے اور اسے نیچا دکھانے کی نئی حکمت عملی تیار کی جاتی۔ کاشف کافی مصروف ہو گیا تھا۔ گھر سے تیار ہو کر شوروم جانے کے لیے نکلتا اور پھر رخشی کے گھر جا کر بیٹھا رہتا یا پھر سیلف گرومنگ کے لیے شاپنگ یا سیلون کے چکر شروع ہو جاتے۔

☆ ☆ ☆

"صوفیہ تم تو آتی ہی نہیں ہو کبھی ہمارے یہاں... ہاں بھئی بڑے آدمی کی بیوی جو ہوئیں..." صوفیہ کی کزن نے مسکراتے ہوئے شکوہ کیا تھا۔ وہ اس سے ملنے کے لیے آئی تھیں۔ صوفیہ اپنے بھاری بھرکم وجود کی جانب دیکھتے ہوئے آہ بھرنے والے انداز میں مسکرائی اور ابھی کچھ کہہ بھی نہیں پائی تھی کہ بی بی جان بولیں۔

"ارے بیٹی یہ کیا بات کی تم نے... ہمیں ایسا کوئی احساس کمتری نہیں ہے... اللہ نے تو سب انسان برابر بنائے ہیں... یہ چھوٹے بڑے کی تخصیص تو انسانوں کی پیدا کی ہوئی ہے" انہیں ایسی باتیں بڑی ناگوار گزرتی تھیں۔ صوفیہ کی کزن کو اس بات کا یکدم ہی احساس ہوا کہ شاید بی بی جان کو اچھا نہیں لگا اس لیے مسکرا کر وضاحت دینے

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

والے انداز میں بولیں۔

"بی بی جان بالکل ٹھیک کہا آپ نے لیکن آپ خود بتائیں کتنے کتنے دن گزر جاتے ہیں صوفیہ ہماری طرف آتی ہی نہیں... میری ساس الٹر پوچھتی ہیں کہ نگینہ تمہاری کزن تو آتی ہی نہیں اور تم ہر دو مہینے بعد اس کے یہاں جانے کی رٹ لگا دیتی ہو... میرا بھی دل چاہتا ہے تاکہ آپ لوگ ہمارے یہاں آئیں۔"

"ضرور آئیں گے بیٹی... کیوں نہیں آئیں گی... تم ناراض مت ہو... دراصل میں ہی صوفیہ کو زیادہ باہر آنے جانے سے روکتی ہوں... اب تو چند ہی ہفتے باقی ہیں ذرا اللہ خیر خیریت سے فراغت دے دے پھر ان شاء اللہ آئیں گے ہم... تم بہن جی کو بھی میرا اسلام اور پیغام دینا" بی بی جان سبھاؤ سے بولی تھیں۔ صوفیہ کی کزن نے سر ہلایا۔

"اور ہاں دوبارہ یہ چھوٹے بڑے والی بات نا کرنا بیٹی... ہم سب ایک خاندان کا حصہ ہیں... ایک برابر... کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے۔"

بی بی جان کچھ معاملات میں زیادہ ہی زود رنج ہو جاتی تھیں۔ صوفیہ نے کچھ کہہ کر بات سنبھالنی چاہی لیکن اس کی کزن پھر ہنس دیں اور بولیں۔

"آپ تو برا مان گئیں بی بی جان... دراصل میرے کہنے کا مطلب ہے کہ اب تو سنا ہے کاشف بھائی فلم میں ہیرو وغیرہ آئیں گے نا... مشہور ہو جائیں گے۔ اس لیے میں نے تو مذاق میں کہہ دیا تھا۔" بی بی جان اور صوفیہ نے چونک کر ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا۔

"کیا بنا رہے ہیں کاشف...؟" صوفیہ کو لگا اسے سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ بی بی جان بھی کچھ نا سمجھی کے سے عالم میں سر پر رکھے ڈوپٹے کی فال درست کرتے ہوئے صوفیہ کی کزن کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔

"فلم... دراصل اخبار اور میگزین میں تصویریں دیکھی تھیں میں نے..." وہ اتنا ہی بولی تھیں کہ صوفیہ نے بات کاٹ دی۔

"وہ تو چیمبر کامرس کی کوئی میٹنگ ہوگی باجی... کبھی کبھی اس کی تصویر آجاتی ہے اخبار میں..."

"ہاں... شاید... لیکن... شام کے اخبار میں تھی تصویر شوبز نس والے صفحے پر لکھا تھا کاشف نثار... نیا خوبرو ہیرو..." وہ بے چاری کچھ تذبذب کا شکار ہو گئی تھیں۔ حقیقت تو یہ ہے وہ خود بھی سن گن لینے آئی تھیں۔ صوفیہ کے خاندان میں اداکاری وغیرہ کا کوئی تصور ہی نہیں تھا۔ ایسی باتیں معیوب سمجھی جاتی تھیں اور پھر فلم انڈسٹری جس قدر زبوں حالی کا شکار تھی' وہاں جس قسم کے لوگوں کا راج تھا یہ کسی سے بھی ڈھکا چھپا نہیں تھا۔ کاشف کے فلم انڈسٹری کے لوگوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہی صوفیہ کے بھائیوں کو بھی پسند نہیں تھے' لیکن چونکہ بہن کے سسرال اور شوہر کا معاملہ تھا اس لیے کسی نے کھل کر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا تھا اور پھر صوفیہ خاندان سے باہر بیاہی جانے والی پہلی لڑکی تھی۔ کاشف خاندان کے سب دامادوں سے زیادہ امیر' زیادہ تعلقات والا آدمی تھا۔ سب اسے سیٹھ آدمی سمجھتے تھے اور اس کے معاملات میں زیادہ بولنے سے کتراتے تھے۔

"آپ لوگوں کو شاید پتا ہی نہیں ہے... میں نے بھی اخبار میں دیکھا تھا... لیکن بات نہیں کی کسی سے... مجھے تو خود بہت حیرت ہوئی تھی کہ کاشف بھائی کس قسم کے لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے لگے ہیں... شریف آدمی کا کیا کام فلم انڈسٹری میں..." وہ اتنا ہی بولی تھیں کہ صوفیہ نے ناگواری سے ان کی بات کاٹ دی۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے باجی... کاشف ایسے الٹے سیدھے چکروں میں نہیں پڑتے..." صوفیہ قطعیت بھرے انداز میں بولی تھیں۔ اس کی کزن چپ کی چپ رہ گئیں جبکہ بی بی جان کے پاس بھی کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا لیکن وہ بہو کی طرح بات کو جھٹلا بھی نہیں سکتی تھیں کیونکہ اپنے بیٹے کی حرکتیں ان سے چھپی ہی تو تھی نہیں... اس کے رجحان اور اسی جیسے لوگوں کے ساتھ تعلقات انہیں پہلے ہی بہت بری طرح کھٹکتے تھے اور اب یہ نئی خبر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

سامنے آگئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"تم صبح صبح کیسے آگئی... تمہارے بارے میں تو سنا تھا کہ یونیورسٹی میں پڑھتی وڑھتی ہو... یہاں کیسے آگئیں اس وقت۔" مہر کی دادی نے اس کو دیکھ کر کہا تھا۔ ان کے انداز میں ناگواری نہیں تجسس تھا' نینا نے بمشکل خود کو سخت الفاظ کے استعمال سے روکا تھا۔

"جی خالہ یونیورسٹی ہی جاؤں گی یہاں سے... مہر کو دیکھنے آئی تھی میں..." اس نے مدعا بیان کیا۔ وہ واقعی اپنے مخصوص پنک پولکا ڈاٹس والی قمیص اور سفید ٹراؤزر اور ڈوپٹا میں ملبوس تھی اور اسے یہاں سے یونیورسٹی ہی جانا تھا۔ اس نے راستے سے مہر کے لیے جوس اور چاکلیٹس خریدی تھیں۔ وہ شاپر بھی اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ اس نے جان بوجھ کر سلیم کی دکان سے کچھ بھی نہیں لیا تھا جو اس کی سخت ناراضی کا اظہار تھا۔

"مہر کو دیکھنے آئی تھی...؟" اس کی دادی نے دہرایا۔

"وہ بیمار ہے کیا...؟" وہ پوچھ رہی تھیں۔ نینا نے ان کے انداز پر دل ہی دل میں سیخ پا ہوئی تھی۔

"بیمار تو میں ہوں خالہ... ڈاکٹر نے بولا ہے صبح صبح کسی پرنور چہرے والی عورت سے دو چار جلی کٹی سن لوں تو افاقہ ہو گا... اس لیے آپ کے یہاں چلی آئی... جلی کٹی سنانے والی تو بہت ہیں میرے احباب میں... لیکن آپ سے زیادہ پرنور چہرے والی تو دور دور تک کوئی اور نہیں..." وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی اور پھر انہی کے ساتھ تخت پر اطمینان سے بیٹھ گئی۔ انہوں نے سابقہ انداز میں اس کے چہرے کی جانب دیکھا۔ انہیں اس لڑکی کی باتیں پہلے بھی زیادہ سمجھ نہیں آیا کرتی تھیں۔

"مہر کہاں ہے؟" انہیں اسی طرح شش و پنج میں چھوڑ کر وہ دوسرا سوال کر رہی تھی۔ خالہ نے طنزیہ سی گہری سانس بھری۔

"دیکھو بیٹی... تم اب گھر چل کر آئی ہو تو میں کچھ نہیں کہوں گی۔ مل لو مہر سے... لیکن روز روز یہ گولیاں ٹافیاں اٹھا کر یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے... بچی کو ورغلانے کی کوشش مت کرو تم لوگ۔" وہ دو ٹوک انداز میں بولی تھیں۔ نینا نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کیا۔ اس کی امی نے اس انداز میں کچھ کہا ہوتا تو وہ بدتمیزی کی انتہا کر دیتی لیکن اب وہ ذرا مدھم لہجے میں بولی تھی۔

"خالہ وہ ہماری بہن کی بیٹی ہے... ہمیں اس میں اپنی مری ہوئی بہن کی جھلک نظر آتی ہے... اتنا ظلم بھی نا کریں آپ... ہم کسی بات پر اعتراض تو نہیں کر رہے لیکن آپ اسے ہم سے ملنے سے روک کیوں رہی ہیں... میری ناقص سمجھ میں تو یہ بات آ ہی نہیں رہی۔" وہ واقعی اس بات پر حیران تھی کہ مہر سے اتنی محبت تو اس کے باپ یا دادی نے پہلے کبھی نہیں ظاہر کی تھی۔

"اب تم میرے منہ سے ہی سننا چاہتی ہو تو سن لو کہ مہر کے باپ کو تم لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا پسند نہیں ہے... وہ نوشین کے غم سے نڈھال ہے... بہت جلد بچی کو اپنے ساتھ سعودیہ لے جانا چاہتا ہے... وہ نہیں چاہتا کہ بچی کو کسی خالہ نانی سے زیادہ انسیت ہو اور وہ وہاں جا کر اس کو پریشان کرے یا ساتھ جانے سے ہی انکار کر دے... ہم نہیں چاہتے کہ وہ کسی ذہنی کشمکش سے گزرے... پہلے ہی بچی نے ماں کا تازہ تازہ غم جھیلا ہے... وہ بہت مشکل دور سے گزر رہی ہے۔ تم لوگوں کا کیا بھروسا... اس کے دل میں باپ کے لیے کیسی کیسی غلط باتیں بھر دو... اسے کہہ دو کہ اس کی دادی اس کی دشمن ہے۔ یا اس کا باپ اس سے محبت نہیں کرتا اور اسے اس کے باپ کے ظلم و ستم کی داستانیں سنا سنا کر اسے باپ سے ہی متنفر کر دو... تم لوگوں کا تو کچھ نہیں جائے گا لیکن ہماری بچی تو نکل جائے گی نا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.com

ہمارے ہاتھ سے۔" وہ اپنا موقف بیان کررہی تھیں۔ نینا کو سخت برا لگا۔

"آپ عجیب منطق بیان کررہی ہیں۔۔۔ ہم کیوں کریں گے ایسی کوئی کوشش۔۔۔ ہم لوگ ایسے جاہل بھی نہیں ہیں۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔ ہوگئی تھی غلطی۔۔۔ کردی تھی نوشین باجی کی شادی آپ لوگوں میں۔۔۔ لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ ہمیں بالکل ہی کم عقل سمجھ لیں اور پھر مہر پانچ سال کی ایک چھوٹی سی بچی ہے۔ اس وقت اسے ہم سب کی ضرورت ہے تاکہ اسے جذباتی سہارا مل سکے۔۔۔ ہم سب صرف اتنا چاہتے ہیں۔۔۔ یہ جتنی خاندانی سیاست کی باتیں آپ نے بیان کردی ہیں' یہاں تک تو ہماری سوچ بھی نہیں گئی ابھی تک۔" وہ چڑ چڑ کر بول رہی تھی۔ خالہ نے بغور اس کو دیکھا۔ وہ بھی ڈھیٹ ہی لگتی تھی۔ اتنی واضح باتیں سن کر بھی ویسے ہی بیٹھی تھی۔

"میں صبح صبح بحث میں نہیں پڑنا چاہتی۔۔۔ شوگر کی دوائی کھا کر ابھی تو ناشتا نہیں کیا میں نے اور تم نے یہ باتیں شروع کردیں۔۔۔ میرا تو دل گھبرانے لگا ہے۔۔۔ اب تم گھر چل کر آئی ہو تو مل لو مہر سے۔۔۔ بھیجتی ہوں۔ میں اسے۔۔۔ لیکن دس منٹ سے زیادہ نہیں ہیں اس کے پاس۔۔۔ اسے اسکول کے لیے نکلنا ہے۔۔۔ خیر سے اپنی پھپھو کے ساتھ ہی جاتی ہے۔ مہنگے انگلش میڈیم اسکول میں داخل کروایا ہوا ہے اسے۔۔۔ میری بیٹی بھی وہیں پڑھاتی ہے۔۔۔ دونوں ایک ساتھ ہی جاتی ہیں اور واپس آتی ہیں۔ بھیجتی ہوں میں اسے۔۔۔" وہ تخت سے اتری تھیں اور پھر بولتے بولتے دائیں طرف بنے کمرے کی جانب چل دی تھیں۔

نینا کو سخت سبکی کا احساس ہوا اور ساتھ ہی یہ احساس بھی ہوا کہ اس کی امی اور خالہ اگر یہاں آنے سے کترا رہی تھیں تو ان کا رویہ جائز ہی تھا۔ نوشی باجی کی ساس واقعی پہلے سے زیادہ بے مروت ہوچکی تھیں۔ وہ وہیں بیٹھ کر مہر کا انتظار کرنے لگی لیکن اس کا دل بجھ سا گیا تھا۔ وہ تو سوچ کر آئی تھی کہ مہر کی دادی کو رضامند کرلے گی کہ چند دن اسے ان کے گھر رہنے کے لیے بھیج دے لیکن یہاں تو معاملہ بالکل ہی بگڑا ہوا تھا وہ تو اس کے ان سے ملنے تک پر بھی معترض تھیں۔

"منیبہ جلدی آجاؤ۔۔۔ مجھے دیر ہورہی ہے۔" وہ وہیں بیٹھی تھی کہ کسی کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔ اس نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ یہ پپو کی آواز تھی اور وہ اسے پہچانتی تھی۔ ایک لمحے بعد وہ اسی کے تخت پر آبیٹھا تھا اور اپنے جوتے پاؤں میں اڑستے ہوئے ان کے تسمے باندھنے لگا تھا۔ اس نے اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔ اس لیے نینا بھی خاموشی سے بیٹھی مہر کا انتظار کرتی رہی۔

"اوہ بہن جی آجاؤ۔۔۔ مجھے دیر ہورہی ہے" تسمے باندھ کر وہ سیدھا ہوتے ہوئے پھر چلایا تھا۔ اسی اثنا میں مہر اور اس کی پھپھو چلی آئی تھیں۔

"نینا خالہ۔۔۔" مہر اسے دیکھتے ہی دوڑ کر اس کے پاس آئی تھی اور اس سے لپٹ گئی تھی۔

"مہر دیر ہورہی ہے۔ چلو۔" اس کی پھپھو نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے مہر کو کہا تھا۔ آواز میں تلخی تھی جسے سن کر مہر کو بھی جیسے یاد آگیا کہ اسے کیا تاکید کی گئی تھی۔ وہ ذرا سنبھل کر نینا سے الگ ہوگئی اور اپنا ہاتھ بھی اس کے ہاتھ سے چھڑوالیا۔ نینا کا دل جیسے بالکل ٹوٹ کر رہ گیا۔ مہر اس سے اور زری سے بہت قریب رہی تھی بالخصوص زری سے بہت اٹیچڈ تھی وہ۔۔۔ جب بھی نانی کے گھر آتی تو کئی کئی گھنٹے زری کے پاس بیٹھی باتیں بگھارتی رہتی تھی۔ زری بھی اس کے بالوں کی پونیاں بناتی' مہندی سے اس کی ننھی ہتھیلیوں پر پھول بوٹے بناتی رہتی۔ مہر کے دو ھیالی والے اس کے ننھے ذہن میں نجانے کون کون سی باتیں بھر رہے تھے۔

"اللہ اکبر۔۔۔ یہ تم اسکول جارہی ہو یا حلوائی کی دوکان پر شوکیس میں بیٹھنے جارہی ہو" پپو اپنی بہن کو دیکھ کر بولا تھا۔ اس نے کافی شوخ رنگ کی لپ اسٹک لگا رکھی تھی۔

"تم تو چپ کرو۔۔۔ ہر وقت نا بولتے رہا کرو۔" وہ چڑ کر بولی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

"اوئے میں تو چپ ہی تھا۔ تم نے ہی مجھے مجبور کیا ہے یہ راگ درباری شروع کرنے کے لیے۔۔۔ بھلا بتاؤ صبح صبح ایسے تیار ہو کر جا رہی ہیں جیسے اسکول نہیں بلکہ کسی کے نکاح کی تقریب اٹینڈ کرنے شادی ہال میں جا رہی ہوں۔۔۔ جاؤ منہ دھو کر آؤ" وہ ناگواری سے بولا تھا۔ نینا کے سامنے شمع اتنی توہین پر سخت برا مان کر پاؤں پٹختے ہوئے صحن سے واپس کمرے کی جانب چلی گئی تھی۔ نینا اور مہر دونوں نے ہی اسے کمرے تک جاتے ہوئے دیکھا۔

"چلیں بی بی اب منہ اٹھا کر ادھر ہی نا دیکھتی رہیں۔ اتنے وقت کو غنیمت جانیں اور کر لیں اپنی بھانجی سے دو باتیں۔۔۔ ورنہ ابھی وہ تھانیدارنی آجائے گی۔" وہ نینا کو دیکھ کر بولا تھا پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا وہ بھی اسی سمت چلا گیا تھا جس سمت اس کی بہن گئی تھی۔ نینا نے مہر کو اپنی بازو کے حصار میں لیا اور تخت پر آ بیٹھی۔ مہر کا انداز سہما ہوا تھا اور یہی بات نینا کے دل کو مزید بے چین کرتی جاتی تھی۔ وہ اسے چاکلیٹ دے کر بہلانے کی کوشش کرنے لگی۔

☼ ☼ ☼

"فلم فلم کی کیا رٹ لگائی ہوئی ہے آپ لوگوں نے۔۔۔ کیا ہو گیا۔۔۔ اب ایسی بھی کوئی بری چیز نہیں ہے۔۔۔" کاشف نے بی بی جان کے استفسار پر سخت لہجے میں کہا تھا۔ بی بی جان کو سخت برا لگا۔

"ایسی ویسی کی خوب کہی تم نے۔۔۔ یہ ناچ گانا الٹی سیدھی باتیں۔۔۔ یہ ہمارے خاندان میں دور دور تک کسی نے نا کی ہوں گی۔۔۔ تم نے سوچا بھی کیسے کہ میری اجازت کے بغیر تم ایسا کوئی کام کر سکتے ہو" بی بی جان پھنکار کر بولی تھیں۔ صوفیہ بھی وہیں موجود تھی۔ اس کی ابھی تک کاشف سے علیحدگی میں اس موضوع پر بات نہیں ہوئی تھی لیکن ایک بات حتمی تھی اسے اب دنیا میں کاشف کے سوا سب ہی غلط لگتے تھے۔ اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ بی بی جان کاشف سے سخت لہجے میں بات کیوں کر رہی ہیں۔

"بی بی جان آپ کے خاندان میں کوئی ایک بھی تو کاشف نثار جیسا نہیں گزرا۔۔۔ مجھ جیسی خوبرو شخصیت، پہننے اوڑھنے ملنے برتنے کا طریقہ کسی میں تھا بھی تو نہیں۔۔۔ مجھ میں پوٹینشل ہے بی بی جان۔۔۔ مجھ میں کچھ تو ایسا ہے نا کہ مجھے ہیرو بننے کی پیشکش ہوئی ہے۔۔۔ آپ یہ بات کیوں نہیں سمجھتیں۔۔۔ اور اب وہ پرانا دقیانوسی دور گزر چکا جب اداکاراؤں کو بھانڈ میراثی کہا جاتا تھا۔۔۔ اب تو اداکاری ایک باقاعدہ قابل عزت پروفیشن بن چکا ہے۔۔۔ اس میں پیسہ بھی ہے اور شہرت بھی۔۔۔ آپ یقین کریں یہ ایسی ویسی فارمولا فلم نہیں ہے جس کی وجہ سے ہمارے خاندان کی عزت پر کوئی حرف آئے۔۔۔ آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں آپ کا بیٹا ہو کر کوئی الٹے سیدھے کام میں پڑ سکتا ہوں۔۔۔ میں نے خود اس فلم کی کہانی سنی ہے۔ اسکرپٹ اپنے سامنے بیٹھ کر لکھوایا ہے۔۔۔ یہ ایک بہت اچھے گھریلو موضوع پر بنائی جانے والی فلم ہو گی جس میں اہم سوشل ایشو کو زیر بحث لایا جائے گا۔۔۔ آپ ذرا نرمی کی نظر ڈالیں مجھ غریب پر۔۔۔ ناراض مت ہوں۔" اپنی بات کے اختتام پر وہ خوش آمد کرنے والے انداز میں بولا تھا۔ ماں کی ناراضی بہرحال اسے خائف کر دیتی تھی۔ بی بی جان نے چڑ کر اسے دیکھا۔ یہ ان کی اکلوتی اولاد ہمیشہ ان کے لیے مسائل کا انبار ہی اکٹھا کرتی رہی تھی۔

"تم کچھ بھی کہو بیٹے۔۔۔ الفاظ کو جس طرح مرضی توڑ مروڑ کر میرے سامنے پیش کر دو۔۔۔ میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ یہ فلم ڈرامے میرے خاندان کا مقام نہیں ہیں۔۔۔ ہمیں ایسی چیزیں راس نہیں آسکتیں۔۔۔ جو چیز میری نظر میں قابل عزت نہیں ہے میں تمہیں اسے اپنانے کی اجازت کیسے دے سکتی ہوں۔۔۔ تم جسے اداکار یا ہیرو کہہ رہے ہو نا۔ میرے لیے وہ بھانڈ میراثی ہی ہیں۔ میری نظر میں ان کا درجہ کبھی نہیں بڑھ سکتا۔۔۔ کیونکہ جو غلط ہے وہ غلط ہی رہے گا۔۔۔ اور میری یہ بات یاد رکھنا تم۔۔۔ خنزیر کو تکبیر پڑھ کر چیر پھاڑ لینے سے بھی وہ مسلمان کے لیے حلال نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

ہو جاتا۔"

وہ حتمی لہجے میں بولی تھیں اور پھر چونکہ بیٹے کی ضدی ہٹ دھرم طبیعت سے واقف تھیں اس لیے انہوں نے وہاں بیٹھ کر اپنا وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ وہ اٹھ کر دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اپنے کمرے کی جانب چل دی تھیں۔ کاشف نے صوفیہ کا چہرہ دیکھا۔ وہاں بے یقینی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور بیوی کے پاس آبیٹھا۔ اس کے وجود سے بہترین پرفیوم کی مہک اٹھ رہی تھی' اس کے بدن پر بیش قیمت دیدہ زیب لباس تھا۔ اس نے نہایت قیمتی گھڑی پہن رکھی تھی۔ اس کے بال اور چہرہ کسی بھی عام آدمی سے زیادہ خاص تھا۔

"کیا تمہیں بھی یہی لگتا ہے صوفیہ... کیا تمہیں بھی یہی لگتا ہے صوفیہ کہ میں کچھ غلط کر رہا ہوں... تمہیں تو اپنے کاشف پر بھروسا ہونا چاہیے تم تو میرا ساتھ دو... تم تو میری طاقت ہو... ایسی نگاہوں سے دیکھ کر تم تو مجھے یوں بے حوصلہ مت کرو۔" کاشف نے اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتے ہوئے ٹوٹے ہوئے لہجے میں التجا کی تھی۔ صوفیہ کا دل جیسے کسی نے ہاتھوں میں لے کر لیموں کی طرح نچوڑ ڈالا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھے۔

"آپ کی صوفیہ کو آپ پر مکمل اعتماد ہے کاشف... میں زندگی کے ہر مقام پر آپ کے ساتھ کھڑی رہوں گی۔ آپ جو کرنا چاہتے ہیں سر اٹھا کر کریں... اللہ آپ کا ساتھ دے گا۔" وہ ایسی ہی عورت تھی۔ یہ اس کی تربیت اور طبیعت دونوں کا حصہ تھا۔ مجازی خدا اس کے لیے واقعی خدا تھا۔

☆ ☆ ☆

"کیا تلاش کر رہے ہو بیٹا" سمیع ناشتے کے لیے ڈائننگ ٹیبل پر آکر بیٹھا تھا۔ جب اماں رضیہ اس کے لیے ناشتے کی ٹرے سجا کر لائیں تو دیکھا وہ کافی سارے پیپرز میز پر بکھرائے خود ٹیلیفون اسٹینڈ کے قریب کھڑا نجانے کیا تلاش کر رہا تھا۔

"اماں یہاں ایک نیلے سے رنگ کی ڈائری تھی۔ پرانی سی... ٹیلیفون کے اسٹینڈ پر پڑی رہتی تھی... اب نظر نہیں آرہی؟" اسے ایک دو پرانے فون نمبرز درکار تھے۔ موبائل کی سہولت کی وجہ سے لینڈ لائن کا استعمال کافی کم ہو کر رہ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ ڈائری بھی متروک چیزوں میں شامل ہو چکی تھی۔ اب ضرورت پڑی تھی تو مل نہیں رہی تھی۔

"تم ناشتا کرو بیٹا... میں ڈھونڈتی ہوں... یہیں کہیں موجود ہوگی" انہوں نے ٹرے میز پر رکھ کر اسے کہا تھا۔ وہ چیزوں کو بہت سنبھال سنبھال کر رکھنے کی عادی تھیں۔ ایک ایک کاغذ کا ٹکڑا پھینکنے سے پہلے تسلی کر کے شہرین سے پوچھ کر ہی ادھر ادھر کرتی تھیں کہ کہیں کوئی ضروری کاغذ گم نہ جائے۔ انہوں نے ٹیلیفون اسٹینڈ کے نچلے والے دونوں درازوں کو چیک کرنے کے بعد اوپر کی ایک شیلف کو بھی چیک کیا تھا لیکن ڈائری کہیں موجود نہ تھی۔ انہیں بالکل بھی یاد نہیں آیا تھا کہ آیا نیلے رنگ کی کوئی ڈائری انہوں نے کبھی یہاں دیکھی ہے یا نہیں۔

"بیٹا یہاں تو کوئی ڈائری نہیں ہے... شاید تمہارے کمرے میں موجود ہوگی۔" وہ بولی تھیں۔ سمیع نے چائے کے کپ کو ہاتھ لگایا' ناہی سلائس اٹھایا تھا۔ وہ اماں رضیہ کو کچھ دنوں سے الجھا الجھا سا نظر آتا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ ماں باپ کے رویے نے سمیع کو پریشان کیا ہوا ہے۔

"نہیں اماں... کمرے میں نہیں ہے... یہیں رکھی ہوتی تھی۔ کافی پرانی تھی۔" وہ الجھ کر بولا۔

"ارے بیٹا... پریشان مت ہو... مل جائے گی اگر یہاں رکھی تھی تو... تم ناشتا کرو... آرام سے چائے پیو... کتنے دن ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ کھانا پینا سب بھولے بیٹھے ہو... مار بھاگم بھاگ۔ بس کام نبٹانے میں لگے ہو... کبھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

یہ کر رہے ہو کبھی وہ... چہرہ دیکھو کیسا پیلا ہو رہا ہے... اپنا خیال رکھو بیٹا... یہ دنیا داری تو نگل لیتی ہے انسان کو... وقت کے پیچھے کا ہے کو بھاگنا... یہ کس کے ہاتھ آتا ہے بھلا" وہ نصیحت کیے بنا رہ نہ پائی تھیں۔ سمیع نے ان کی جانب دیکھا پھر سر ہلایا۔

"ٹھیک کہتی ہیں اماں... وقت کسی کے ہاتھ نہیں آتا... اور میرے ہاتھ سے تو بہت تیزی سے نکلتا ہی جا رہا ہے... نکلتا ہی جا رہا ہے... بس نکلتا ہی جا رہا ہے۔" وہ اس قدر اداس اور بجھا ہوا لگا تھا کہ اماں کا دل پسیج سا گیا۔

"ارے صبح صبح اتنا کلیجہ پھٹنے والا انداز کیوں اپنا رہے ہو بیٹا... اللہ تمہاری ساری مشکلیں آسان کرے۔ میرے تو روم روم سے تمہارے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔"

"دعائیں ہی درکار ہیں بس... جن کو دینی چاہئیں وہ تو ناراض ہیں ہم سے... آپ ہی ذرا دعاؤں کی ڈوز بڑھا دیجیے ہمارے لیے... کبھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی میں کبھی ایسا وقت بھی آئے گا کہ دعائیں اس طرح اکٹھی کرنا پڑیں گی۔" وہ اپنے انداز میں مگن بولا تھا۔ اماں رضیہ ٹیلیفون اسٹینڈ چھوڑ کر تڑپ کر اس کے قریب آئیں۔

"ارے بیٹا کیوں ایسی باتیں کر رہے ہو سویرے سویرے... سب خیریت تو ہے نا... ڈاکٹر نے کیا بول دیا ہے ایسا... غور کر رہی ہوں کہ کچھ پریشان ہو... اب منہ سے نہیں کہتے ہو تو کیا ہمیں دکھتا بھی نہیں ہے... جس دن سے ہاسپٹل سے آئے ہو۔ ایسے ہی ہو بجھے بجھے سے... سب ٹھیک تو ہے نا..." وہ اس کے قریب آکر دلار سے بولی تھیں۔ سمیع نے سر اٹھا کر ان کی جانب دیکھا۔ اسے سہارے کی ضرورت تو تھی۔ اسے کوئی تو ایسا چاہیے تھا جس سے وہ اپنا غم کہہ سن سکتا۔

"اماں بس دعاؤں کی اشد ضرورت ہے... شہرین ٹھیک نہیں ہے... ڈاکٹر نے ایک خوف ناک بیماری کا انکشاف کیا ہے... دعا کریں اللہ اس مصیبت کو ٹال دے... ہماری مشکل آسان کر دے۔" وہ کہہ رہا تھا... آنکھیں بھیگی تو نہیں تھیں لیکن لہجہ بالکل ٹوٹا ہوا تھا۔ اماں نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا۔

"رحم یا رب العالمین رحم... بچی کی حالت دیکھ کر تو مجھے پہلے ہی شک گزرتا تھا کہ کچھ ہے جو اسے کھائے جا رہا ہے... بلاوجہ کسی کو سر درد ہوتا ہے...؟ ہر روز یہی دکھڑا رہتا ہے بچی کا کہ سر میں درد ہے... اب بتاؤ بیٹا ڈاکٹر نے کیا بولا ہے... کب تک آرام آجائے گا بچی کو۔" وہ بے چین ہو کر پوچھ رہی تھیں۔

"ابھی علاج تو شروع ہی نہیں ہوا... کل لے جاؤں گا دوبارہ... ایک ٹیسٹ ہے۔ اس کی رپورٹس لاہور جائیں گی... پھر کچھ بتائیں گے ڈاکٹر۔" وہ اسی انداز میں بولا۔

"اللہ اپنا خاص کرم کرے۔ تم نے صبح صبح کیسی خبر سنا ڈالی۔ دل بے سکون ہو گیا ہے میرا تو... ابھی نوافل پڑھ کر دعا مانگتی ہوں بچی کے لیے۔"

"بس دعاؤں کی ہی ضرورت ہے اماں... اور دھیان رکھیے گا یہ بات ابھی آپ کے اور میرے درمیان ہی رہنی چاہیے... شہرین کو ابھی پتا نہیں چلنا چاہیے... میں بایوپسی کی رپورٹ آنے کے بعد سوچوں گا کہ مجھے یہ بات اسے بتانی ہے یا نہیں... آپ کسی سے بھی تذکرہ نہیں کیجیے گا۔" وہ تاکید کر رہا تھا۔ اماں رضیہ نے بجھے ہوئے دل کے ساتھ سر ہلایا۔

"اور وہ ڈائری تو تلاش کیجیے... مجھے اس میں سے کچھ ضروری نمبر تلاش کرنے ہیں" وہ دوبارہ سے تلاش میں مگن ہوا تھا۔ اماں رضیہ ادھر ادھر دیکھتی اندر کی جانب چل دی تھیں۔ اسٹور روم میں بھی کچھ پرانے کاغذات وغیرہ اٹھا کر رکھے تھے انہوں نے... وہیں تلاش کرنے کی غرض سے وہ اس سمت میں مڑ گئی تھیں۔ کچھ دیر کی تلاش بسیار کے بعد وہ مایوسی سے واپس مڑی تھیں۔

"اللہ جانے کدھر رکھ دی... معاف کرنا بیٹا... میرے ذہن میں بالکل نہیں آرہا اس وقت کہ کہاں رکھ بیٹھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

ہوں.... پھر تم نے خبر ایسی سنا دی ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں سن ہوئے جا رہے ہیں.... فی الوقت بالکل ہمت ختم ہوتی محسوس ہو رہی ہے۔" وہ لاچاری سے بولیں۔ سمیع نے سر اٹھایا نا ان کی جانب دیکھا۔

"اماں آپ کے پاس رحیم بھائی کا نمبر ہو گا۔ سلمان چاچو کے بڑے بیٹے۔ وہ جو لاہور میں رہتے ہیں.... وہ شوکت خانم میں ایڈمن کی کوئی جاب وغیرہ کرتے تھے نا.... ایک بار ذکر کیا تو تھا انہوں نے مجھ سے کہیں ملاقات میں.... لیکن دوبارہ ملنا جلنا ہی نہیں ہوا۔" وہ اپنے ابو کے کزن کے بیٹے کا تذکرہ کر رہا تھا۔ اماں رضیہ سارے خاندان کی خبر گیری کرنے میں ہمیشہ آگے رہتی تھیں اس لیے اس نے ان سے پوچھا تھا کہ ممکن ہو ان کے پاس نمبر ہو۔

"ہاں بیٹا ضرور ہو گا.... سلمان کے یہاں کافی اچھا وقت گزرا ہے میرا۔ ان کے بیٹوں کے چھلے میں نے ہی کروائے تھے.... رحیم بھی تمہاری طرح بڑی عزت کرتا ہے میری.... اب تو ماشاء اللہ اس کے اپنے بچے بھی بڑے بڑے ہو گئے ہیں۔" وہ تفصیل بتانے لگی تھیں۔

"آپ دیکھیں ذرا اپنے فون میں.... کوئی نمبر مل سکے تو.... پلیز۔" وہ اپنی کنپٹیوں کو دباتا ہوا بولا تھا۔ نیند رات بھر نہیں آئی تھی اور جو پریشانی لاحق تھی وہ الگ.... سر درد تو لازم سی بات تھی۔

☆ ☆ ☆

"آپ سلیم بول رہے ہیں؟" اس نے فون کان سے ہی لگایا تھا کہ کسی نے مدبر سے لہجے میں پوچھا۔

"جی نہیں.... میں تو اردو بول رہا ہوں۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتا ہوا وہیل چیئر پر سیدھا ہوا تھا۔ اس شخص نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"میرے کہنے کا مطلب تھا.... آپ سلیم بات کر رہے ہیں۔"

"سلیم باتیں کون کرتا ہے آج کل.... یہ تو نفیس باتوں کا دور ہے...." وہ خوامخواہ بے تکلف ہو رہا تھا۔ دوپہر کے وقت زیادہ تر ہول سیل ڈیلرز اپنی ادائیگی وغیرہ کے سلسلے میں کال کیا کرتے تھے۔ وہ سب اسی کی طرح کے عام کم پڑھے لکھے انسان تھے۔ ان سب کے سامنے سلیم خود کو بڑا قابل سمجھتا تھا۔ دوسری جانب سے اس شخص کی مزید ہنسنے کی آواز آئی۔

"دراصل میں جگ بیتی میگزین کی طرف سے کال کر رہا ہوں.... کبیر احمد نام ہے میرا.... آپ کی کچھ کہانیاں موصول ہوئی تھیں.... ان کے بارے میں بات کرنی تھی۔" اس شخص نے وضاحت کی۔ سلیم کو زور کا جھٹکا لگا۔ اس نے کبھی کسی میگزین کو اپنے اصل نام سے کوئی تحریر نہیں بھجوائی تھی اور اس سے پہلے اس کو کبھی اس طرح کال بھی موصول نہیں ہوئی تھی۔

"سلیم صاحب.... ہیلو.... آپ سن رہے ہیں نا۔" اس کی خاموشی سے اکتا کر دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"جی جی.... ہاں جی.... سن رہا ہوں جی.... آپ کہیے" وہ یکدم خود کو بہت بونا سا محسوس کرنے لگا تھا۔ وہ پرچون کی دکان والا تھا تو بہت پر اعتماد تھا لیکن اب جب خود کو ادیب متعارف کروانا پڑ رہا تھا تو اس کے اعتماد کی دھجیاں بکھر گئی تھیں۔ اسے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ کیا بات کرے کیا جواب دے۔ اسے کم پڑھے لکھے ہونے کا احساس کمتری ایسے مواقعوں پر زیادہ ہی گھیر لیتا تھا۔

"سلیم بھائی، آپ کے تو فین ہو گئے ہم.... کیا ہی اچھی تحاریر ہیں آپ کی.... میں نے پہلے بھی کچھ چیزیں دوسرے میگزینز میں دیکھی ہیں.... بہت روانی ہے آپ کے قلم میں.... جزیات نگاری پر کافی مہارت ہے آپ کو...." وہ کھل کر سراہ رہے تھے۔ سلیم کو دل ہی دل میں اچھا بھی لگا اور ساتھ ہی شرم سی بھی آئی کہ کیا جواب دے۔

"ارے بھائی کچھ تو بولو.... کیا ہوا" وہ اس کی مسلسل خاموشی سے چڑ کر دوبارہ ذرا اونچی آواز میں بولا۔

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"کچھ نہیں جی... میں سن رہا ہوں... آپ کہیے..." وہ یکدم کنفیوز سا ہو گیا تھا۔

"میں کیا کہوں... کوئی غزل کہہ دوں کیا... لیکن یاد رہے میں دو چار غزلیں ایک ساتھ کہہ کر ہی دم لوں گا پھر... یہ نا ہو کہ بعد میں تم اعتراض کرو۔" وہ مزاحیہ سے انداز میں بولا۔ سلیم کو ہنسی آگئی تھی۔

"نہیں نہیں آپ کہیے... میں سن رہا ہوں۔" وہ اسی انداز میں بولا تھا۔

"ایسا لگتا ہے کافی مصروف ہو تم بھائی... میں نے غلط وقت پر فون کر دیا شاید۔" یقیناً" اس شخص کو برا لگا تھا۔ سلیم نے کھنکار کر گلا صاف کیا۔

"معاف کیجیے گا... میں دراصل کھانا کھا رہا تھا... آپ برا نا مانیے گا میں آپ کو شام کو فون کرتا ہوں۔" وہ بہانہ بنا کر بولا تھا۔

"ہاں ہاں... کوئی مسئلہ نہیں ہے... آرام سے کھانا کھاؤ... ابھی تو بس مجھے تمہاری تعریف ہی کرنی تھی... بہت متاثر ہوا ہوں میں تمہارے انداز تحریر سے... تم میں بہت مارجن نظر آرہا ہے مجھے... ذرا سا نکھر گئے تو بہت آگے جاؤ گے" وہ کھل کر سراہ رہا تھا۔

"بہت بہت شکریہ سر... بس قلم ہی گھسیٹنا سیکھ رہا ہوں ابھی تو۔" وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا۔

"ماشاءاللہ قلم گھسیٹنے کی رفتار اتنی عمدہ ہے تو جب قلم دوڑے گا تو کیا صورت حال ہو گی... یہ بتاؤ کیا کرتے ہو... کہاں رہتے ہو" وہ مزید سوال پوچھنے لگا تھا۔ سلیم نے چند لمحے سوچا پھر دوبارہ گلا صاف کرتے ہوئے بولا۔

"ابھی تو پڑھ رہا ہوں... ایم اے میں ایڈمیشن لیا ہے۔" اس نے بنا سوچے سمجھے جھوٹ بول دیا تھا۔

"اچھا... اچھا بہت خوب تمہاری تحریر سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ ماشاءاللہ پڑھے لکھے قابل انسان ہو" اب کی بار سلیم کا منہ لٹک سا گیا۔

"چلو کھانا کھاؤ... بات چیت ہوتی رہے گی ان شاءاللہ... اس بار کے شمارے میں تمہاری تحریر لگا رہا ہوں... مزید لکھتے رہنا... میں منتظر رہوں گا۔" کبیر احمد نے کہا تھا۔ سلیم نے سر ہلاتے ہوئے خدا حافظ کہا تھا۔ فون بند کرتے ہی ایک جانب مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیلی اور پھر ساتھ ہی اس نے گہری سانس بھری تھی۔ تعریف کسے بری لگتی ہے لیکن اسے جھوٹ بولنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"یہ نینا کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اس نے ہی میرا فرضی نام تبدیل کر کے لفافے پر اصلی نام لکھ ڈالا ہو گا" وہ سوچ رہا تھا پھر اس نے اپنا سیل فون دوبارہ اٹھایا۔ یہ تھی تو خوشی کی بات اور وہ اسے نینا کے ساتھ ہی شیئر کرنا چاہتا تھا۔ اس نے نینا کا نمبر ملایا تھا۔ رنگ جا رہی تھی لیکن تین چار رنگ جانے کے بعد کال کاٹ دی گئی تھی۔ یہ ہی عمل کل بھی دہرایا گیا تھا تب سلیم نے سوچا تھا کہ وہ شاید مصروف ہو گی، لیکن اب اس حرکت سے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اس سے ناراض ہے۔ اس نے تاسف سے سر جھٹکا پھر چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے ایک اور نمبر ملایا تھا۔ چند لمحے بعد کال ریسیو کر لی گئی تھی۔

"زری... میں سلیم بول رہا ہوں" اس نے نرم سے لہجے میں کہا تھا۔ زری کو اس نے کبھی پہلے اس طرح کال نہیں کی تھی۔ وہ سب بھائی نینا سے بے تکلف تھے لیکن زری کی کسی کے ساتھ زیادہ بات چیت نہیں تھی۔ سلیم نے بہت وقت سے زری کا نمبر محفوظ کر رکھا تھا۔ وہ اکثر واٹس ایپ پر اس کا اسٹیٹس چیک کرتا رہتا تھا اور کبھی کبھی وہ اس کا لاسٹ سین آپشن بلاوجہ دیکھتا رہتا۔

"ہاں بولو... خیریت۔" وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔ سلیم کو سمجھ نا آئی کہ اس نے سنجیدہ سے لہجے کے جواب میں وہ کیا کہے۔

"ہاں وہ دراصل... میں نینا کو فون کر رہا تھا... وہ کال نہیں ریسیو کر رہی۔ تو میں نے سوچا کہ پوچھ لوں... وہ ٹھیک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

ہے نا" اس نے جملہ ترتیب دینے میں کوئی دو منٹ تو ضرور ہی لگائے ہوں گے۔

"اس وقت وہ یونیورسٹی میں ہوتی ہے... تمہیں پتا تو ہے۔" وہ تنک کر بولی تھی۔ سلیم کا منہ لٹک سا گیا۔ اس کا انداز کافی ہتک آمیز تھا۔

Downloaded From
Paksociety.com

"ٹھیک ہے..." سلیم نے بجھے ہوئے انداز میں فون بند کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"میں تو پریشان ہی ہو گئی تھی کہ اللہ خیر کرے تم اتنے دن سے آ ہی نہیں رہی تھیں اور دو ایک بار کال بھی کی تو تم نے جواب نہیں دیا۔ مجھے تو رانیہ نے کل بتایا کہ تمہاری کزن کا انتقال ہو گیا تھا" مسز رحیم اس کے پاس بیٹھی کہہ رہی تھیں۔ وہ پورے ایک ہفتے بعد رانیہ کو پڑھانے کی غرض سے آئی تھی۔ کہاں تو وہ بلاوجہ چھٹی کرتی ہی نہیں تھی اور کہاں بنا بتائے ہفتہ بھر سے غائب تھی۔ ایک دن پہلے ہی رانیہ کے واٹس ایپ پیغام کے جواب میں اس نے بتایا تھا کہ وہ کزن کے انتقال کے باعث نہیں آ رہی۔ اسی لیے رانیہ کی مما مسز رحیم اس سے تعزیت کر رہی تھیں۔ اس کی بات کے جواب میں نینا نے سر ہلایا لیکن منہ سے ایک جملہ بھی ادا نا کیا۔ ایک ہفتہ ہی تقریباً" اسے مہر سے ملے ہوئے ہو گیا تھا۔ دوبارہ اس کے گھر جانے کی اس میں ہمت ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس کی دادی کے رویے نے اسے بڑا دل برداشتہ کیا تھا۔ اپنی ماں سے بحث کرنا ایک الگ بات ہے اور دوسرے رشتہ داروں سے زبان چلانا ایک بالکل الگ بات... نینا اب اتنی بھی خود سر نہیں ہوئی تھی کہ کسی اور کے گھر جا کر ان سے بدکلامی کرتی۔ یہ اور بات تھی کہ اس کا دھیان مسلسل مہر کی جانب لگا رہتا تھا' جبکہ گھر میں سخت کرفیو کا ماحول نافذ تھا۔ امی اور زری اسے ضرورت کے سوا مخاطب ہی نہیں کر رہی تھیں۔ وہ بھی گھر میں ناک منہ پھلا کر بیٹھی رہتی لیکن دل ہی دل میں وہ سخت اداس اور پریشان تھی۔ امی کے ساتھ بدتمیزی کر لینے کے بعد اس کا دل ہمیشہ ملال کا شکار ہوتا تھا لیکن منہ سے اظہار کرنا اسے آتا ہی نہیں تھا۔ سلیم سے تو وہ سخت ناراض تھی۔ اس کی کالز اٹینڈ کرنا تو دور کی بات' اس کے واٹس ایپ پیغامات کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہی تھی وہ۔

"کیا ہوا تھا ان کو...؟" مسز رحیم نے پوچھا تھا۔ رانیہ اس کے لیے چائے بنانے گئی ہوئی تھی۔

"کن کو...؟" وہ چونکہ اپنے دھیان میں مگن تھی۔ اس لیے سمجھ نہیں پائی کہ وہ کس کی بات کر رہی ہیں۔

"تمہاری کزن کو... جن کا انتقال ہوا ہے؟ بیمار تھیں کیا؟" انہوں نے وضاحت کی۔

"کچھ بھی نہیں... بس اچانک ہی..." وہ ان کی جانب دیکھے بنا بولی تھی۔ دل تو چاہا کہہ دے۔

"ان کے خون میں شوہر سے محبت کی زیادتی ہو گئی تھی۔ بس یہی لاعلاج مرض ان کی جان لے گیا" وہ اتنی منہ پھٹ تھی کہ اگر اپنے خاندان کا کوئی شخص سامنے کھڑا یہ سوال کرتا تو کہہ بھی دیتی لیکن غیروں کے سامنے اس کی مروت ذرا قائم و دائم رہتی تھی سو چپ ہی رہی۔

"اب تو سمجھ ہی نہیں آتی۔ بس اچانک پتا چلتا ہے کہ فلاں کو فلاں بیماری ہو گئی... یا اس کا انتقال ہو گیا... جواں مرگی بہت عام ہوتی جا رہی ہے... کبھی کبھی تو بہت ڈر لگتا ہے... بیماریاں بھی تو کئی کئی قسم کی ہو گئی ہیں اب... اور یہ کینسر تو سمجھو نزلہ زکام کی طرح ہونے لگا ہے انسانوں کو... پہلے کبھی کبھی کسی کا پتا چلتا تھا کہ اس کو یہ بیماری ہے۔ اب ہر تیسرے چوتھے گھر میں کینسر کا کوئی نا کوئی مریض سننے میں آ جاتا ہے... میرے میاں کے ایک کزن ہیں... کراچی میں رہتے ہیں... اس کی بیوی کے بارے میں بھی پتا چلا کہ کینسر ہو گیا ہے... اتنی خوب صورت لڑکی ہے... عمر بھی کوئی اٹھائیس انتیس ہی رہی ہو گی... دونوں کی محبت کی شادی تھی... لیکن دونوں طرف والے اس شادی سے سخت ناراض ہیں' اس لیے ملتے جلتے نہیں تھے... بائیکاٹ کیا ہوا تھا... کبھی کوئی خیر خبر کی اطلاع بھی

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

نہیں آتی تھی۔۔۔ ابھی رات ہی رحیم مجھے بتا رہے تھے کہ چند دن پہلے سمیع کا فون آیا تھا۔۔۔ پریشان تھا بہت۔۔۔ شہرین کو کینسر (تشخیص) ہوا ہے۔۔۔ میں تو سن کر ہل ہی گئی۔۔۔ وہاں سے یہاں شوکت خانم بھجوائی ہیں رپورٹس۔۔۔ کل جائیں گے رحیم ڈاکٹر سے میٹنگ کرنے۔۔۔ وہ لوگ کراچی سے لاہور موو کرنے کا سوچ رہے ہیں۔۔۔ کیونکہ ہماری تو ساری فیملی یہاں پنجاب میں ہی ہے۔ رحیم بھی یہی کہہ رہے تھے اسے کہ لاہور آجاؤ۔۔۔ میری تو دعا ہے اللہ صحت دے اس لڑکی کو۔۔۔ ملواؤں گی تمہیں۔۔۔ بہت ہی خوب صورت لڑکی ہے۔ لیکن قسمت دیکھو۔۔۔ ہائے ہائے۔" وہ مخصوص انداز میں تعزیت کرنے کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے روانی سے باتیں کر رہی تھیں۔ اختتام پر انہوں نے تاسف سے بھری لمبی گہری سانس لی۔

نینا کو تاسف تو محسوس ہوا لیکن اسے اس موضوع میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کے لیے آج کل سب سے بڑا دکھ صرف یہ تھا کہ مہر کی ماں مر چکی تھی اور اس کا خیال رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ مہر اکیلی ہو گئی تھی اور وہ اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لانا چاہتی تھی۔ اسے کیا غرض تھی کسی کی بیماری سے۔۔۔

"اونہہ۔۔۔ قسمت کی خوب کہی۔۔۔ سب کے اپنے اپنے دکھ ہیں۔۔۔ سکھی تو کوئی بھی نہیں ہے مسز رحیم۔۔۔ جن کو بیماریاں نہیں کھاتیں۔۔۔ وہ کون سا قسمت کے دھنی ہیں۔۔۔ جن کو کینسر نہیں ہوتا۔۔۔ وہ بھی اس دنیا میں اپنی اپنی ذات کے ناسور پال رہے ہیں۔۔۔ ہمیں ناسنائیں کسی کے غم۔۔۔ ہمیں تو خود اپنے دکھ سے بڑا دکھ کسی کا نہیں لگتا۔۔۔ بس دعا ہے کہ اللہ سب کو اپنا اپنا ناسور جھیلنے کی طاقت دے" وہ بس میز کی سطح کی جانب دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ ایسی تلخ ترین باتیں وہ اکثر سوچتی رہتی تھی۔ اس کے لیے مشکلات اور مصائب صرف اس کو لاحق تھے۔

☆ ☆ ☆

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ فلم بنانے کے لیے اتنا سرمایہ درکار ہوتا ہے۔" کاشف نے پانچ لاکھ کا چیک کاٹتے ہوئے حبیب رضوی کو کہا تھا۔ اس کا پیسہ تھا' پانی کی طرح بہہ رہا تھا اس لیے اسے دکھ بھی زیادہ ہو رہا تھا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے کاشف سیٹھ۔۔۔ وہ محاورہ نہیں سنا کہ جتنا گڑ اتنا میٹھا۔۔۔ جس قسم کا کام آپ اور ہم کر رہے ہیں نا۔۔۔ اس کے لیے یہ چھوٹی موٹی رقم تو کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ آپ دیکھنا دنیا صدیوں یاد رکھے گی اس فلم کو۔۔۔ ایسی زبردست چیز تیار ہو گی کہ رہتی دنیا تک آپ کا نام رہے گا۔۔۔ آپ یہ دس بیس لاکھ کی پروا نا کریں۔ یہ دوگنا چوگنا ہو کر واپس آنے والا ہے۔۔۔ فلم سپر ڈوپر ہٹ ہو گی۔۔۔ ایسا ریکارڈ بزنس ہو گا کہ آپ دیکھتے اور نوٹ گنتے رہ جائیں گے" حبیب رضوی نے اسے تسلی دی۔ وہ اس کام میں ماہر تھا۔ وہ کاشف کے حوصلے کے گراف کو کبھی گرنے نہیں دیتا تھا۔

اس فلم کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ وہ یا تو سیلف گرومنگ پر دھیان دے رہا تھا یا نئی نئی آڈیشن کے لیے آنے والی لڑکیوں کے ساتھ وقت گزار رہا تھا جبکہ ہر تیسرے روز زرخشی یا حبیب رضوی ایک بڑی رقم کا مطالبہ لے کر اس کے سامنے آموجود ہوتے۔۔۔ یہ نہیں تھا کہ کام نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ یقیناً" ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن سب کام فائلوں کی حد تک تھا۔ پیپر ورک کے نام پر کاشف کے سامنے اتنے انبار لگائے جا رہے تھے کہ وہ سوچتا تھا بس فلم بننے میں شاید کچھ ہی دن باقی ہیں۔ اس کا دن سوتے ہوئے اور شام شراب کے نشے میں دھت رہنے میں گزرنے لگی۔

رات کیسی ہی کیوں نا ہو۔۔۔ اس کی صبح ضرور ہوتی ہے۔۔۔ اور نیند چاہے غفلت کی کیوں نا ہو۔۔۔ ٹوٹ جایا کرتی ہے۔

کاشف کو بھی جاگنا پڑا۔ بینک سے دس لاکھ کا ایک چیک واپس آگیا تھا۔ اس کے اکاؤنٹ میں ساڑھے پانچ لاکھ کی رقم رہ گئی تھی۔ یہ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ کاشف بلبلا اٹھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

"تم لوگ اتنی رقم آخر خرچ کہاں رہے ہو... ہر دوسرے روز ایک نیا چیک میرے سامنے رکھ دیتے ہو... اور میں بھی کاٹھ کے الو کی طرح اس پر دستخط کر دیتا ہوں... میں دیوالیا ہو چکا ہوں... جبکہ میرا پیسہ کہاں خرچ ہو رہا ہے مجھے بتایا بھی نہیں جا رہا... مجھے ایک بات بتاؤ۔ تم لوگ فلم بنا رہے ہو کہ شتر مرغ کا انڈہ سینچ رہے ہو۔" وہ رخشی پر چڑھ دوڑا تھا۔

"اوہ بادشاہو... اتنا غصہ کس بات کا... یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ تمہاری مرضی اور منشا کے مطابق ہی ہو رہا ہے... مجھ پر تو رقم نہیں خرچ کر رہے تم اپنی... اپنی ذات پر لگا رہے ہو یا اپنی فلم پر لگا رہے ہو... مجھ پر غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے... میرا کیا قصور ہے اس میں..." رخشی کو پتا تو چل چکا تھا کہ کاشف کے پاس اب لٹانے کے لیے وافر پیسہ نہیں رہا سو اس نے آنکھیں فوراً ماتھے پر رکھ لیں۔

"تمہارا ہی قصور ہے رخشی... تم نے ہی مجھے اس سارے چکر میں پھنسایا ہے۔" اس نے غرا کر ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ رخشی نے اس کی بات کاٹ دی۔

"کاشف نثار... اس انداز میں مجھ سے بات مت کرو... یہاں رخشی کی عزت ہے... اور رخشی ایسا لہجہ برداشت نہیں کرتی... مجھے الزام دینے کی ضرورت نہیں ہے... تم جو کچھ بھی کر رہے ہو۔ اپنی مرضی سے کر رہے ہو" اس کا لہجہ کاشف کے لہجے سے بھی زیادہ تلخ تھا۔ اسے بے پناہ غصہ آگیا۔ یہ عورت ایک دن پہلے تک اس سے میری جان اور میرا شہزادہ کہہ کر بات کرتی تھی اور اب یکدم کیسے اس کے انداز و اطوار ہی بدل گئے تھے۔

"مجھے اب سمجھ میں آئی ہے تمہاری... تم ہو ہی دو نمبر عورت..." کاشف نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ رخشی نے اس سے زیادہ تیز نگاہوں سے اسے گھورا۔

"ابے او گندی فطرت والے بدنیت' بدقماش انسان... دو نمبر ہو گی تیری ماں... تیری بہن اور تیری وہ چھٹانک بھر کی بیٹی..." کاشف نے پہلے بھی اسے گالیاں بکتے سنا تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ عورت جس کے منہ سے اس کے لیے پھول جھڑتے ہیں' کبھی اس طرح اسے ماں بہن کی گالیاں دے گی۔ اس نے آگے بڑھ کر دائیں ہاتھ سے دو تھپڑ اسے جڑ دیے تھے۔ رخشی بھاری بھرکم عورت تھی۔ اس نے سنبھلتے ہوئے میز پر پڑا گلدان اٹھا کر اسے مارنا چاہا تھا۔ اسی دوران حبیب رضوی اور اس کے دو ساتھی بھی اسٹوڈیو میں آگئے۔ انہوں نے کاشف کو گارڈ کے ذریعے باہر بھجوا دیا تھا۔ کاشف کے حواس بالکل ہی ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ یہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا تھا۔ ایک دو دن میں صوفیہ کی ڈیلیوری متوقع تھی اور یہاں وہ اس مشکل میں گرفتار ہو گیا تھا۔ وہ سخت غصے میں گھر آگیا لیکن اس نے کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی نا ہی اس معاملے میں کسی کو اعتماد میں لینے کی کوشش کی تھی۔

اگلے دن صبح کے وقت تین بڑے اخبارات کے شوبز کے صفحوں پر ایک ہی خبر جگمگا رہی تھی۔ رخشی نے اس پر زیادتی کا الزام لگاتے ہوئے اس کی فوری گرفتاری کی اپیل کی تھی۔ یہ چھوٹی خبر نہیں تھی۔ سارے خاندان میں کھلبلی مچ گئی۔ وہی کاشف جو ہیرو بننے کے خواب دیکھ رہا تھا یکدم زیرو ہو کر رہ گیا تھا۔ اسی رات صوفیہ کا بلڈ پریشر شوٹ کر گیا۔ جس کا نتیجہ اسٹل برتھ کی صورت نکلا۔ ان کے یہاں مردہ بچے نے جنم لیا۔ یہ بھی انتہائی دکھ والی بات تھی لیکن اصل پریشانی یہ تھی کہ رخشی نے اس کے خلاف ایف آئی آر درج کروا دی تھی۔

سب کچھ دیکھتے ہی دیکھتے درہم برہم ہو کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"تم نے آئینے میں اپنی شکل دیکھی ہے؟" شہرین نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"کیوں... کیا ہوا... اچھا نہیں لگ رہا کیا" سمیع نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔ وہ شوکت خانم کے کنسلٹنٹ سے رابطے میں تھا۔ بایوپسی کے بعد مزید چیزیں کلیئر ہو گئی تھیں۔ شوکت خانم والوں نے فوری ریڈی ایشن کا مشورہ دیا تھا۔ ریڈی ایشن سے پہلے یہ بہت ضروری تھا کہ سمیع، شہرین کو اعتماد میں لیتا... یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اس پروسیجر (کارروائی) سے گزرتی اور اسے پتا نا چلتا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے جبکہ سمیع اس قدر کنفیوز اور اس سے زیادہ بے چین تھا کہ اس کو تو اپنی دنیا لٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"تم نے پندرہ دن سے شیو نہیں کی... حلیہ دیکھو ذرا اپنا... مجھے تو لگتا ہے تم نے بہت دن سے کپڑے بھی تبدیل نہیں کیے..." شہرین تنقیدی نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی تھی۔

"اوہ کم آن یار... اب اتنی آفت بھی نہیں مچی ہوئی۔ ایک ویک ہی ہوا ہے شیو کیے ہوئے... اور پھر رف اینڈ ٹف لک جچتی ہے مجھ پر..." وہ صرف اس لیے کہ شہرین پھر اس کے رویے سے پریشان نا ہو بہت نارمل انداز میں بات کر رہا تھا۔

"یہ کس نے کہا؟" شہرین مسکرائی تھی۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ تم ہی ایسے کہا کرتی تھیں۔" وہ بھی مسکرایا تھا۔

"یہ ذکر پرانے زمانے کا ہے۔ جب آتش جوان ہوا کرتا تھا۔ اب تو تمہیں اپنا خیال رکھنا چاہیے... ورنہ لوگ مجھ سے پوچھا کریں گے کہ آخر آپ نے اس آدمی میں کیا دیکھا جو اس سے لو میرج کی... کہاں آپ اتنی خوب صورت اور کہاں یہ پرانا سا بوسیدہ سا آدمی...؟" وہ لہجے میں زمانے بھر کی شرارت سمو کر بول رہی تھی۔ سمیع نے اس کے چہرے کو گہری نگاہوں سے دیکھا۔ وہ اس کے لیے جتنا پریشان تھا وہ اتنی ہی دلفریب باتیں کرنے لگی تھی۔ سمیع کی توانائی کو بحال رکھنے کے لیے وہ اپنی بساط سے زیادہ فریش نظر آنے کی کوشش کرتی تھی، خوش رہتی تھی اور

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے 4 خوبصورت ناول

میرے خواب لوٹا دو

نگہت عبداللہ
قیمت -/400 روپے

کسی راستے کی تلاش میں

میمونہ خورشید علی
قیمت -/350 روپے

شریک سفر

زہرہ ممتاز
قیمت -/550 روپے

ساری بھول ہماری تھی

راحت جبیں
قیمت -/300 روپے

منگوانے کا پتہ: مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37، اردو بازار، کراچی
فون نمبر: 32735021

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.com

کوشش کرتی تھی کہ ان کے درمیان کوئی بھی ایسی بات نا ہو جس سے پریشانی کا کوئی بھی عنصر جنم لے۔ سمیع نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"تم کہہ دینا کہ یہ بوسیدہ سا آدمی تمہاری محبت میں بالکل پاگل ہو چکا تھا۔ اس لیے تم نے ترس کھا کر اس سے شادی کرلی تھی۔" وہ بولا تھا۔ شہرین نے مصنوعی ناراضی کے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"تم تو بالکل ہی بدذوق ہو چکے ہو سمیع.... میں تو مذاق کر رہی تھی اور تم سنجیدہ ہو گئے۔ کسی کی مجال ہے کہ تمہیں کچھ کہہ کر دکھائے.... میں تو تمہیں چڑا رہی تھی ورنہ تم تو میرے لیے آج بھی اتنے ہی ہینڈسم اتنے پروقار اور وجیہہ ہو جتنا پہلے دن تھے.... وقت گزرنے کے ساتھ تمہارا جادو میرے حواسوں کو مزید مفلوج کرتا رہا ہے۔ تمہاری محبت نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا" وہ اس طرح کا اظہار کب کیا کرتی تھی۔ سمیع کو خود پر ترس آیا۔ وہ ایسی باتوں کے جواب میں خود کو کس قدر لاچار پاتا تھا' ورنہ پہلے تو ایسی ایک آدھ بات شہرین کر بھی دیتی تھی تو سمیع خوشی سے پاگل سا ہو جاتا تھا۔

"میری محبت نے تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑا.... لیکن میری محبت میں تم مجھے نا چھوڑ دینا شہرین.... کبھی نا چھوڑنا مجھے.... میں مر جاؤں گا۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے قریب کر رہا تھا۔ شہرین نے پھر ناک چڑھائی۔

"اف ف ف ف.... کیا ہو گیا ہے تمہیں.... آج کل تم مرنے مارنے کی باتیں کچھ زیادہ نہیں کرنے لگے۔ مت کیا کرو ایسی باتیں.... مرنا ہے تو بس مجھ پر مرنا۔" سمیع آج کل جتنا بجھا ہوا رہتا تھا' شہرین اس قدر اس پر نثار ہوئی جاتی تھی۔ ابھی بھی اس کی ذرا سی پیش قدمی پر وہ فوراً اس کے قریب آ بیٹھی تھی۔

"دل چاہتا ہے تم سے گانا سنانے کی فرمائش کی جائے" وہ لاڈ بھرے لہجے میں بولی تھی۔ سمیع نے نفی میں گردن ہلائی۔

"نہیں.... میرا دل نہیں چاہ رہا۔"

"انکار کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا نافرمان شخص کہ ملکہ شہرین کے دربار میں انکار کرنے والوں کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا" اس کی بذلہ سنجی کچھ زیادہ ہی عروج پر تھی۔ سمیع نے اس کے سر پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی تھی۔ وہ اسے ہنسانے والی باتیں کرتی تھی جبکہ اس کا دل بوجھل ہوا جاتا تھا۔

"میرا دل نہیں کرتا ملکہ عالیہ...." وہ اسی بجھے ہوئے انداز میں بولا تھا۔

"ملکہ عالیہ بار بار اصرار کرتی اچھی لگیں گی کیا۔" وہ مزید اس کے قریب ہو گئی تھی۔ اس نے شاید گھنٹہ بھر پہلے شیمپو کیا تھا۔ اس کے بالوں سے ٹھنڈی میٹھی سی خوشبو سمیع کے نتھنوں میں گھس رہی تھی۔

"اچھا بابا.... فرمائیے ملکہ عالیہ۔ کیا پیش کروں۔" وہ ہار مانتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"وہی جو ملکہ عالیہ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔" اس کی پشت سمیع کی جانب تھی' سمیع نے گہری سانس بھری۔ وہ اکثر اس کے لیے گانے غزلیں گنگناتا رہتا تھا۔ یہ ان دونوں کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ وہ گنگنایا کرتا تھا اور شہرین اس سے چپکی بیٹھی سنتی رہا کرتی تھی۔

تیری قسم! ہم کو تیری یادیں جو آتی ہیں ہمیں ہر پل ستاتی ہیں
اب تو نہیں لگتا ہمارا دل تمہارے بن' اب ہر دھڑکن رلاتی ہیں
تمہارا ساتھ اگر ملتا ہمارا دل نا یوں جلتا کہ جل کر ہم نے راتوں میں
تڑپ کر بے قراری میں گزارے ہیں وہ کتنے پل.... وہ یادوں میں
رہو تم خوش جدھر بھی ہو' ہمارا حال مت پوچھو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ہماری یہ دعائیں ہیں۔ تمہاری جو بھی راہیں ہیں
تمہیں لے جائیں گلشن میں بہاروں میں
تیری قسم! ہم کو تیری یادیں جو آتی ہیں ہمیں ہر پل ستاتی ہیں
اب تو نہیں لگتا ہمارا دل تمہارے بن' اب ہر دھڑکن رلاتی ہیں

کوشش کے باوجود اس کی آنکھیں بھرنے لگی تھیں۔ اس نے شہرین کے گرد اپنے بازوؤں کا حلقہ بنایا تھا اور اس حلقے کی گرفت کچھ اس قسم کی تھی کہ جیسے کوئی بچہ اپنی من پسند چیز کے چھن جانے کے خدشے سے بے حال ہوا جا رہا ہو۔

قیامت دل پہ یوں گزری بھلائیں ہم بھلا کیسے
دھواں اٹھتا ہے دل سے یوں' لگی تھی آگ یہ کیسے
وہی یادیں' وہی بیتی ہوئی باتیں
جب آتی ہیں' ہمیں ہر پل جلاتی ہیں
ہمیں ہر پل ستاتی ہیں

وہ گا رہا تھا' لہجہ گلوگیر ہوا جاتا تھا۔ بالآخر اس سے ضبط نا ہو سکا تھا۔ اس نے شہرین کو دھکیل کر خود سے الگ کیا تھا اور خود اس کی جانب دیکھے بنا وہاں سے لمبے قدم اٹھاتا باہر نکل گیا تھا۔ شہرین ہکا بکا اس کا انداز دیکھتی رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"تمہارے پاس پپو کا نمبر ہے؟" وہ یونیورسٹی کے لیے نکلتے ہوئے سلیم کی دکان پر آئی تھی اور بنا کسی دعا سلام کے مدعا بیان کر دیا تھا۔ سلیم نے سخت ناپسندیدگی کے عالم میں اسے دیکھا۔

"السلام علیکم" اس نے با آواز بلند اسے سلام کیا تھا۔ نینا نے جواب تک نا دیا تھا۔

"میں نے پوچھا تمہارے پاس پپو کا نمبر ہے؟" وہ ناک چڑھا کر پوچھ رہی تھی۔

"کون پپو...؟" سلیم نے بھی ناک چڑھائی۔ اسے نینا کا انداز ذرا بھی نہیں بھایا تھا۔

"وہی... مہر کا چاچو..." اس نے جواب دیا۔ وہ دکان کے چبوترے تک بھی نہیں آ رہی تھی۔

"جن کے ساتھ اس کی رشتہ داری تھی۔ وہ ملک عدم سدھار چکیں... میرے کچھ نہیں لگتے وہ لوگ... اور جو لوگ میرے کچھ نہیں لگتے ان کے نمبر شمبر بھی نہیں ہوتے میرے پاس" اس کا انداز جتاتا ہوا تھا۔

"اچھی بات ہے... میرا نمبر بھی ڈیلیٹ کر دو۔" وہ اتنا کہہ کر اس کی جانب سخت نگاہوں سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گئی تھی۔ سلیم کو اس قدر غصہ آیا کہ دل چاہا کوئی چیز اٹھا کر اس کے سر میں دے مارے۔ اس نے شیلف پر پڑا فون اٹھایا تھا اور کانٹیکٹس کھول کر نینا کا نام سرچ کیا تھا۔ پہلا لیٹر لکھتے ہی نینا کا نام نمایاں ہو گیا تھا۔ اس نے غصے سے اس نمبر کو کھول کر ڈیلیٹ کا آپشن کھولا تھا اور لمحہ ضائع کیے بنا وہ نمبر ڈیلیٹ کر دیا تھا۔

"یہ لو نینا بی بی... کیا یاد کرو گی تم بھی۔" اس نے ناک چڑھا کر خود کلامی کی تھی۔

(باقی آئندہ ماہ ملاحظہ فرمائیں)

For Next Episodes Stay Tuned To
Paksociety.com
READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY